ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
9
www.tanzeem.org
30 جمادی الاوّل تا 6 جمادی الثانی 1438ھ / 28 فروری تا 6 مارچ 2017ء

اس شمارے میں

حرفِ آخر

ہولناک تباہی سے بچنے کی 4 شرائط (2)

مطالعۂ کلامِ اقبال

تھنک ٹینکس کی اہمیت اور افادیت

محوِ حیرت ہوں

دین جتنا مضبوط ہوگا، آزمائش اتنی......

ہمارے دیکھتے دیکھتے

اکرامِ مسلم

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

دعوت دین کے ساتھ آپ کا رویہ

’’فیصلہ اس پر نہیں ہونا کہ لوگوں کا رویہ کیا تھا؟ بلکہ فیصلہ تو اس پر ہونا ہے کہ دعوتِ دین کے ساتھ میرا اپنا رویہ کیا تھا؟ اقامت دین کا قافلہ آج راستے کے جس پیچ وخم میں الجھا ہوا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ کام نہیں بڑھ رہا یا لوگوں میں طلب نہیں ہے یا خیر کا جذبہ سرے سے مفقود ہو گیا ہے یا لوگ باطل نظاموں اور خواہشات نفس کی غلامی پر اتنے راضی ہو گئے ہیں کہ اب اصلاحِ احوال کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ زمین پیاسی ہے مگر آج کا صاحب کرم برسنے کو تیار ہی نہیں۔ جو دل زندہ ہونے اور بیداری کے مدعی ہیں وہ آگے بڑھنے کے لیے اور ثبوت زندگی دینے کے لیے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ پہلے ایک ہجوم اکٹھا ہو جائے، جلسے کی حاضری کوئی اور فراہم کر دے اور ہم خطاب کی بساط سجانے کے لیے اور وعظ ونصیحت کا دریا بہانے کے لیے آ جائیں۔ کچھ حضرات تو منزل کے اس مقام پر رکے کھڑے ہیں اور کچھ اپنی بے بضاعتی اور انکساری کو آڑ بنائے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو اپنی آنکھوں سے ان دونوں حجابوں کو اٹھانا ہے اور حالات زمین کو برسر زمین دیکھتے ہوئے کتاب الٰہی کی روشنی میں اور سنت رسالتؐ پناہ کی راہ نمائی میں اپنا جائزہ لینا ہے، خود متحرک ہونا ہے، تاکہ حرکت ہمارے وجود میں پیدا ہو اور پھر یہی تموّج ہمارے گھر کی فضاؤں میں آئے۔ ہمارے افرادِ خانہ کے کردار میں ابھرے۔ ہمارے گھر نمونے کے گھر بنیں اور ہمارے اہل خانہ زبان سے دعوت نہ بھی دیں تو ان کا طرزِ عمل آس پاس کے ماحول میں اسی طرح کی تبدیلی پیدا کر دے، جس کے بارے میں سید مودودیؒ نے کہا تھا کہ فریضۂ اقامت دین کو سمجھنے والا آدمی جس ماحول میں رہتا ہو، وہاں اس کی طرف لوگوں کی نگاہیں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو خود تبدیل ہو گیا ہے اور اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو تبدیلی بھی لے آئے گا۔ بس اللہ کا تو ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم جو ہیں اور جتنے ہیں، جیسے ہیں، اپنے آپ کو سمیٹیں۔ اپنے حال واحوال پر نگاہ رکھیں اور جس معیار کو ہم نے اپنا مطلوب قرار دیا ہے، اس کی طرف اپنی پیش قدمی کو رواں دواں رکھیں۔‘‘

حکیم سید محمود احمدؒ

دیوار کی تعمیر

سورۃ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 95، 96

قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

آیت ۹۵ ﴿قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ﴾ ”اُس نے کہا: جو کچھ مجھے دے رکھا ہے اس میں میرے رب نے وہ بہت بہتر ہے“

کہ مجھے تمہارے خراج وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے بہتر مال تو میرے رب نے مجھے پہلے ہی عطا کر رکھا ہے۔ بہر حال تمہارے اس مسئلے کو میں حل کیے دیتا ہوں۔ اس جملے سے ذوالقرنین کے کردار کی عکاسی ہوتی ہے۔

﴿فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾﴾ ”البتہ تم لوگ میری مدد کرو قوت (محنت) کے ذریعے سے' میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔“

دیوار بنانے کے لیے جو مادی اسباب و وسائل درکار ہیں وہ میں مہیا کر لوں گا۔ آپ لوگ اس سلسلے میں محنت و مشقت اور افرادی قوت (man power) کے ذریعے میرا ہاتھ بٹاؤ۔

آیت ۹۶ ﴿اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ﴾ ”لاؤ میرے پاس تختے لوہے کے۔“

﴿حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ﴾ ”یہاں تک کہ جب اُس نے برابر کر دیا دونوں اونچائیوں کے درمیان (کی جگہ) کو“

جب لوہے کے تختوں کو جوڑ کر انہوں نے دونوں پہاڑوں کے درمیانی درّے میں دیوار کھڑی کر دی تو:

﴿قَالَ انْفُخُوْا ؕ﴾ ”اُس نے کہا: اب آگ دہکاؤ!“

اس نے بڑے پیمانے پر آگ جلا کر ان تختوں کو گرم کرنے کا حکم دیا۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ﴾ ”یہاں تک کہ جب بنا دیا اس نے اس کو آگ (کی مانند)“

جب لوہے کے وہ تختے گرم ہو کر سرخ ہو گئے تو:

﴿قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾﴾ ”اُس نے کہا: لاؤ میرے پاس میں ڈال دوں اس پر پگھلا ہوا تانبا۔“

اور یوں ذوالقرنین نے لوہے کے تختوں اور پگھلے ہوئے تانبے کے ذریعے سے ایک انتہائی مضبوط دیوار بنا دی۔ اس دیوار کے آثار بحیرۂ کیسپین کے مغربی ساحل کے ساتھ اب بھی موجود ہیں۔ یہ دیوار پچاس میل لمبی' انتیس فٹ اونچی اور دس فٹ چوڑی تھی۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے لوہے اور تانبے کی اتنی بڑی دیوار تعمیر کرنا یقیناً ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔

فرمان نبویؐ

ایمان کامل کی علامت

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ))

(بخاری کتاب الایمان)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں، کہ بہشت میں کون جائے گا؟ ہر وہ شخص جو کمزور ہے اور لوگ بھی اسے حقیر جانتے ہیں اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو تُند خُو ہونے کی وجہ سے حق کے خلاف ڈٹ جاتا ہے، اکڑ کر چلتا ہے اور متکبر ہے۔“

تشریح: یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو امتحان اور آزمائش سے دوچار کیا ہے۔ کسی شخص کے خوشحال اور طاقتور ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے اور وہ جنت میں جائے گا۔ کسی شخص کے مفلس اور کمزور ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے اور وہ دوزخ میں جائے گا۔

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آخر

دہشت گردی کی نئی لہر سے تمام پاکستان لرز اٹھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چند سال پہلے جب دہشت گردی بڑے زوروں پر تھی۔ ایک دن میں دہشت گردی کے کئی کئی واقعات ہو رہے تھے، تب بھی اہل پاکستان اتنے ہراساں نہیں تھے' جتنا اس نئی لہر سے خوف و ہراس پھیلا ہے۔ اُس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سے پہلے دھماکے صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان' یعنی ہمارے وہ صوبے جن کی سرحدیں افغانستان سے ملتی ہیں' وہاں ہو رہے تھے۔ پنجاب اور اندرونِ سندھ نسبتاً خاصے محفوظ تھے۔ کراچی مختلف نوعیت کی دہشت گردی کی زد میں تھا۔ وہاں ایک سیاسی جماعت کا عسکری ونگ ٹارگٹ کلنگ وغیرہ کرتا تھا یا سٹریٹ کرائمز عام تھے۔ بہر حال پنجاب اور اندرونِ سندھ میں اُس وقت بھی دہشت گردی نہ ہونے کے برابر تھی۔ یوں پاکستان کی دو تہائی آبادی دہشت گردی کے ان واقعات کے باوجود خود کو کافی حد تک محفوظ سمجھتی تھی۔ جبکہ گزشتہ چند دنوں میں ملک کے طول و عرض میں دھماکے ہوئے ہیں جس سے ہر شہری خوف زدہ ہو گیا ہے۔ خوف و ہراس پھیلنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ واقعات میں بہت بڑی کمی واقع ہو جانے سے لوگ ذہنی طور پر یہ سمجھنے لگے تھے کہ دہشت گردی پر قابو پا لیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ ہی نہیں ہر وزیر، ہر مشیر بڑے بڑے دعوے کرنے لگا تھا کہ دیکھا! ہم نے دہشت گردوں کی ایسی تیسی کر دی ہے اور بس یہ ہمارا ہی کمال ہے۔

دُنیوی طور پر ترقی یافتہ اور پاکستان جیسے ترقی پذیر یا پسماندہ ممالک کی سوچ اور طرزِ عمل میں ایک بڑا اور واضح فرق یہ ہے کہ ہمارے ہاں دہشت گردی میں کمی واقع ہوئی تھی اور یقیناً قابل ذکر کمی آئی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم ذہنی طور پر بھی فارغ ہو گئے اور عملاً بھی توجہ ہٹ گئی، حالانکہ ابھی دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ جبکہ امریکہ اور یورپ وغیرہ میں جہاں پاکستان کی نسبت دہشت گردی کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہوئے تھے وہاں اب تک اپنے شہریوں کی زندگیاں محفوظ کرنے کے لیے نئے نئے محکمے قائم کیے جا رہے ہیں اور نئے قوانین وضع کیے جا رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے مانیٹرنگ کا ایسا نظام قائم کیا گیا ہے جس سے عوام کی روز مرہ زندگی میں زیادہ خلل بھی نہیں ڈالا جا رہا اور ممکنہ حد تک اُن کی حفاظت کا بندوبست بھی ہو رہا ہے۔ پھر بھی دہشت گردی کے حوالے سے مکمل کامیابی اُنہیں بھی نہیں ملی۔ کبھی کبھار دہشت گردی کا کوئی واقعہ وہاں اب بھی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں اور امریکہ و یورپ کے حکمرانوں کی سوچ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں ہم نام تو جمہوریت کا لیتے ہیں بلکہ جمہوریت کا راگ الاپتے رہتے ہیں لیکن حکمرانوں کا طرزِ عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ خود کو بادشاہ سمجھتے ہیں' ایسا ہی بادشاہ جو برصغیر میں ظلِ الٰہی کہلاتا تھا اور ماضی کے یورپ کا وہ بادشاہ جو divine rights کا دعوے دار تھا۔ اس فرق کے ساتھ کہ اُس دور کا بادشاہ عوام کو جھوٹی تسلی دینا بھی ضروری نہیں سمجھتا تھا جبکہ آج پاکستان کے جمہوری بادشاہ انتخابات کے موقع پر عوام کے صدقے واری جاتے ہیں' ووٹ لینے کے بعد پھر تو کون اور میں کون؟ امریکہ اور یورپ کا حکمران دوسری اقوام سے، دوسرے مذاہب سے خاص طور پر مسلمانوں سے تو بدترین سلوک کرتا ہے، اُن پر ظلم و ستم روا رکھتا

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

30 جمادی الاوّل تا 6 جمادی الثانی 1438ھ — جلد 26
28 فروری تا 6 مارچ 2017ء — شمارہ 09

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع:** رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہے، معاشی سطح پر لوٹ مار مچاتا ہے، ہر قسم کی ناانصافی کا ارتکاب کرتا ہے' بلکہ ناجائز قتل وغارتگری سے بھی گریز نہیں کرتا لیکن اپنے لوگوں کے ساتھ، اپنے عوام کے ساتھ وہ انتہائی مخلص ہیں اور اُن کی بے لوث خدمت کرتے ہیں، اُن کی تکالیف دور کرنے اور اُن کے مسائل حل کرنے کے لیے شب و روز محنت کرتے ہیں۔ اعلیٰ ترین سطح پر کرپشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ قیادت کی کرپشن کا اگر شبہ بھی ہو جائے تو پولیس اور متعلقہ ادارے حکمران کی جان کا عذاب بن جاتے ہیں اور اُن کے خلاف پولیس اور بعض دوسرے ادارے گھنٹوں تحقیقات کرتے ہیں اور کڑا احتساب ہوتا ہے۔ وہ کسی غفلت یا سنگین نوعیت کا الزام لگنے پر خود ہی مستعفی ہو جاتے ہیں تاکہ آزادانہ تحقیقات میں کوئی رخنہ نہ پڑے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا رویہ اگر دوسرے مذاہب اور باہر کی دنیا سے بھی عادلانہ ہوتا تو دہشت گردی جنم ہی نہ لے سکتی۔ بلکہ عالمی امن کے ہدف کا حصول بہت آسان ہو جاتا لیکن بدقسمتی سے نیشنلزم خود مذہب کی شکل اختیار کر گیا، قوم اور وطن پرستی دین و ایمان کا جزو بن گیا۔ اُس کے لیے دوسروں سے بددیانتی کرنا، ناجائز حربے استعمال کرنا یہاں تک کہ قتل وغارت گری کا بازار گرم کرنا یہ اُس بت کی عبادت کے مترادف ہے' جسے وطن کا نام دیا گیا ہے۔

بہرحال ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ترقی یافتہ دنیا عالمی سطح پر اور انسانوں کی سطح پر عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرتی تو پھر وہ اُس شاہراہ پر گامزن ہو جاتی جو اسلام کی منزل کی جانب رسائی دیتی ہے۔ اس مسئلہ کو آگے بڑھایا تو ایک طویل بحث چھڑ جائے گی اور ایک ہفت روزہ میں ہمیں بعض حدود و قیود کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اسلام اور عدل کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو عدل کی شاہراہ پر چڑھے گا اُس کے دل و دماغ کے دریچے خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ وحدانیت کا اقرار اُس کی منزل ہوگی کیونکہ شرک عدل کی ضد یعنی ظلم ہے۔ بہرحال اگر عدل قوم، رنگ اور نسل دیکھ کر کیا جائے گا اور اگر عدل کی راہ میں جغرافیائی تقسیم حائل ہو جائے گی تو دنیا میں کبھی امن قائم نہ ہو سکے گا اور دہشت گردی کی آگ بالآخر انہیں بھی جھلسا دے گی جو دوسروں کے لیے آگ بھڑکاتے ہیں اس لیے کہ آگ سرحد پار کرنے کے لیے پاسپورٹ یا ویزہ کی محتاج نہیں۔

لہٰذا دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا امریکہ اور یورپ کے بس کی بات نہیں بلکہ صحیح تر الفاظ میں اُن کے ایجنڈے کا حصہ ہی نہیں۔ اس لیے کہ اُن کی صرف ایک آنکھ ہے جس سے وہ اس دنیا کو دیکھتے ہیں۔ لہٰذا جائز و ناجائز ذرائع سے اس دنیا پر غلبہ حاصل کرنا اور تسلط قائم کرنا اُن کا قومی ہدف ہے۔ دوسری آنکھ اُنہوں نے بند کر رکھی ہے جس سے آخرت کا نظارہ کیا جا سکے۔ ہماری حماقت بلکہ جہالت یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی کتاب اور اُس کے عظیم نبی ﷺ نے دونوں آنکھیں کھلی رکھنے کو کہا، لیکن بدقسمتی سے ہم نے دونوں کو بند کر رکھا ہے۔ اپنے دین سے رہنمائی لینے کی بجائے اپنے اور اللہ کے دشمنوں سے توقعات وابستہ کرتے ہیں۔ اپنے ملک میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اُنہیں اپنا شریک کار اور معاون بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس معاملے میں مدد کریں گے۔ ہمیں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری سلامتی کا راستہ اسلام میں مضمر ہے۔ اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ عدل و انصاف سب کے لیے۔ لیکن بدقسمتی سے 58 اسلامی ممالک میں سے کسی بھی ایک ملک میں اسلام بحیثیت نظام قائم نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنوں کو انصاف نہیں دے پا رہے دوسروں کو کیا دیں گے۔ اسلام کے حوالہ سے سعودی عرب اور پاکستان صف اول کے مجرم ہیں اس لیے کہ عرب میں اسلام نے جنم لیا۔ وہاں اللہ کا گھر ہے اور نبی اکرم ﷺ کا شہر اور مبارک مرقد ہے جبکہ پاکستان اسلام کا نعرہ لگا کر حاصل کیا گیا تھا۔ پاکستان کے وجود کی غرض ہی یہ بتائی گئی تھی کہ یہاں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا جائے گا۔ اور دورِ ملوکیت میں اس کے چہرے پر پڑے پردے ہٹا کر اسلام کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے لایا جائے گا۔ اب ان ہی دو ممالک کا فرض ہے کہ یہ آگے بڑھ کر خلافت راشدہ کی طرز کا نظام لائیں۔ یہی ایک واحد صورت ہے جس سے عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا اور دنیا میں امن و امان قائم ہوگا۔ دنیا اس وقت باطل نظام پر قائم ہے اور باطل کو بالآخر مٹ جانا ہے۔ یہ دہشت گردی اسی باطل نظام کا تحفہ ہے جس نے دنیا کے امن و امان کو غارت کر رکھا ہے۔ لیکن یہ نظام ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے خود بخود نافذ نہیں ہو جائے گا اور نہ ہی ڈرائنگ رومز اور ریسٹورانٹس میں اسلام کے حق میں لچھے دار گفتگوئیں کرنے سے اسلامی نظام کے قیام میں مدد مل سکے گی۔ اس کے لیے جان و مال کی قربانی دینا پڑے گی اور نفس کی خواہشات کو قربان کرنا ہوگا۔ خود حقیقی مسلمان بننا ہوگا اور معاشرے کو اس کی دعوت دینا ہوگی۔

آخر میں ہم پاکستان کے ارباب و اختیار کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اگرچہ ضربِ عضب کے بھی دہشت گردی کم کرنے کے حوالہ سے اچھے نتائج برآمد ہوئے تھے لیکن جیسے کہ ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ افاقہ وقتی ہوگا۔ اب اپریشن ردُّالفساد بھی شاید دہشت گردی کی نئی لہر کو دبانے میں کامیاب ہو جائے لیکن ہم مکرر عرض کریں گے کہ یہ سب آپریشن وقتی اور ہنگامی طور پر مفید ثابت ہوتے ہیں۔ پائیدار امن کے لیے پائیدار بنیادوں پر کام کرنا ہوگا۔ یعنی ایک ایسے نظام کو لانے کی کوشش کی جائے جو غریب اور امیر کو کمزور اور طاقتور کو ایک ہی مقام دے۔ جو سود کی لعنت سے پاک ہو تاکہ انسان انسان کا استحصال نہ کر سکے' جس کی معاشرت پاکیزہ ہو، عورت باحیا ہو اور اُس کا احترام ہو' کوئی بھوکا نہ سوئے اور کوئی بے علاج نہ مرے، امن و امان ایسا ہو کہ زیور سے لدی پھندی نوجوان دوشیزہ صحرا میں سفر کرے اور کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔ مسلمانوں پر وہ وقت لوٹ آئے کہ شہری زکوٰۃ ہاتھ میں لیے پھریں اور زکوٰۃ لینے والا نہ ملے۔ حرف آخر یہ ہے کہ دہشت گردی کا اصل، حقیقی اور پائیدار علاج یہی ہے کہ فرد کی سطح پر دنیا گزارنے اور آخرت کمانے کی فکر لاحق ہو۔ اور اجتماعی سطح پر اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم ہو۔ یہی نظام دہشت گردی کے ساتھ تمام منکرات کا بھی قلع قمع کر سکے گا۔

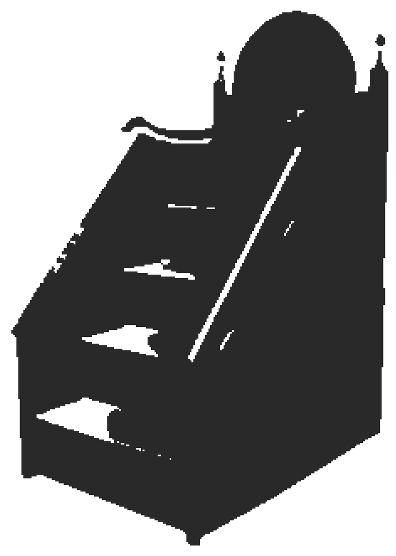

ہولناک تباہی سے بچنے کی 4 شرائط

(قسط:2)

سُورۃُ العَصر کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 17 فروری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! یہ دنیا ایک آزمائش ہے۔ ہم اس دنیا میں امتحان کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ امتحان میں کامیابی کے لیے راہنما اور راہنمائی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ نے قرآن مجید کو ہماری راہنمائی کی لیے نازل کیا اور بہترین راہنما (Guide) کے طور پر محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ قرآن وسنت مل کر ہدایت کی تکمیل کرتے ہیں۔ ہدایت پر مشتمل یہ پورا نصاب ہمارے پاس موجود ہے جو ہر اعتبار سے مکمل اور محفوظ ہے۔ اس میں کسی تحلیل وتخریب کا کوئی خدشہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس نصاب ہدایت سے بھرپور استفادہ حاصل کرتے ہوئے اپنے مشکل ترین اور سخت امتحان کی تیاری کرتے لیکن اس کے برعکس جیسا کہ اقبال نے کہا کہ ۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

یہ آفاق، یہ دنیا کی نعمتیں، یہاں کی رنگینیاں، یہاں کی رعنائیاں، یہاں کی خوبصورتیاں انسان کو اپنے اندر گم کر لیتی ہیں۔ وہ بھول جاتا ہے کہ میں کمرۂ امتحان میں ہوں، ہر ہر قدم پر اور ہر لحمہ ہمارا امتحان ہو رہا ہے۔ ہماری ہر چیز نوٹ ہو رہی ہے، ہمارے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور ہمارا ہر عمل، یہاں تک کہ ہماری نیت اور عزائم بھی ریکارڈ ہو رہے ہیں اور اس ریکارڈ کے مطابق پھر کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ ہونا ہے۔ یہ کامیابی یا ناکامی دائمی ہوگی۔ اگر ناکام ہو گئے تو یہ بہت بڑی ناکامی اور ایسا عظیم خسارا ہوگا جس کا انسان تصور تک نہیں کر سکتا۔

لہٰذا اس عظیم خسارے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کتاب ہدایت (قرآن وحدیث) کا مطالعہ کرتا رہے تاکہ اسے یہ حقیقت بھول نہ جائے کہ وہ کمرۂ امتحان میں ہے۔ چنانچہ اصل نصاب کی بار بار یاد دہانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو سورۃ العصر کی شکل میں بھی قرآن کا مختصر ترین خلاصہ عطا کر دیا ہے جس کی بدولت ہر انسان مختصر الفاظ میں پورے نصاب کو ہمہ وقت ذہن نشین رکھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی وہ آپس میں ملتے تھے تو اس وقت تک

مرتب: ابو ابراہیم

جدا نہیں ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے کو سورۃ العصر نہ سنا دیں۔ یہ اس لیے تھا تاکہ زندگی کا اصل مقصد ہر وقت انسان کے سامنے رہے۔

﴿وَالْعَصْرِ ①﴾ ''زمانے کی قسم ہے۔''

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ②﴾ ''یقیناً انسان خسارے میں ہے۔''

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③﴾ ''سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

دنیا کی اس مشکل آزمائش میں کامیابی کے لیے اور دائمی ناکامی سے بچنے کے لیے سورۃ العصر میں جو چار شرائط بیان کی گئی ہیں ان میں پہلی شرط یعنی ایمان کا مطالعہ ہم گزشتہ شمارے میں کر چکے ہیں۔ آج ان شاء اللہ ہم باقی تین شرائط کا مطالعہ کریں گے۔ بانی تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ چار شرائط گویا کہ چار سنگ ہائے میل ہیں کہ منزل تک پہنچنے کے لیے چاروں سنگ میل عبور کرنے پڑیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک سنگ میل بھی چھوٹ گیا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ راہی راہ راست سے بھٹک گیا ہے اور نتیجہ میں منزل اُس سے اُتنی ہی دور ہو جائے گی۔ چنانچہ ان شرائط کی اہمیت کے پیش نظر ان کا تفصیلی مطالعہ از حد ضروری ہے۔

دوسری شرط: عمل صالح

جیسا کہ ہم گزشتہ شمارے میں پہلی شرط کا مطالعہ کر چکے ہیں کہ زبان سے اقرار کر کے یعنی کلمہ پڑھ کر ایک انسان مسلمان تو ہو جاتا ہے لیکن ایمان معتبر وہی ہے جو دلی یقین والا ایمان ہے۔ جس کو دلی یقین والا ایمان حاصل ہو گا تو اس کا عمل بھی لازماً اُس کے مطابق ہو جائے گا یعنی وہ نیک اعمال کرنے والا بن جائے گا۔ کیونکہ جب وہ اللہ پر دل سے ایمان لے آیا یعنی زبانی اقرار کے بعد اُس کے دل نے بھی تصدیق کر دی کہ واقعی اللہ ہی ہم سب کا خالق و مالک ہے تو پھر اس کی بھیجی ہوئی ہدایت پر بھی لازماً اُس کا یقین بن جائے گا اور وہ ہر حرام کام، گناہ، ظلم، زیادتی اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش کرے گا اور ہر وہ عمل کرے گا جس کا قرآن وحدیث میں حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ پر دلی یقین کے بعد اس کا آخرت پر بھی کامل ایمان بن جائے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ ایک دن سخت حساب دینا ہے اور اس مواخذے کے خوف سے بھی وہ ہر نیک عمل کرے گا اور ہر برائی سے رک جائے گا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس ضمن میں ایک انتہائی عمدہ مثال دیا کرتے تھے کہ سب کو پتا ہے کہ آگ

جلاتی ہے، ہر ایک کو اس بات پر یقین ہے لہٰذا کوئی بھی آگ میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا۔ لہٰذا جس چیز پر انسان کا یقین ہو گا اس کا عمل بھی اسی کے مطابق ہو گا۔ چنانچہ اگر اللہ پر ہمارا ایمان کامل ہوتا تو کیا ہم اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کھلم کھلا نافرمانیاں کرتے؟ عوام کے حقوق پر ڈاکے ڈال کر اپنی تجوریاں بھرتے؟ قوم کی امانت میں یوں خیانت کرتے؟ ہر گز نہیں۔ مگر آج بدقسمتی سے ہمارا عمل ہی بتا رہا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ چنانچہ اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ اور اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے لعنت اور پھٹکار ہمیں منظور ہے لیکن بیرونی آقاؤں کو ناراض کرنا ہم afford نہیں کر سکتے۔ صرف اس لیے کہ ہمارا ایمان یہ بن چکا ہے کہ ہماری کرسی اور ہمارا اقتدار واشنگٹن کا مرہونِ منت ہے لہٰذا جو بھی وہ کہیں گے ہم مانیں گے چاہے ملک و قوم کا بیڑا ہی کیوں نہ غرق ہو جائے، دین کی دھجیاں ہی کیوں نہ بکھر جائیں۔

بجائے اس کے اگر ہم ایمان کے راستے پر صحیح طریقے سے چل پڑیں تو منزل کا اگلا سنگِ میل خود بخود آ جائے گا۔ یعنی ہمارا ہر عمل ٹھیک ہوتا چلا جائے گا۔ ہم حرام سے بچنے کی کوشش کریں گے تو ملک و قوم کے وسائل لوٹ کھسوٹ سے بچ جائیں گے، عوام کو ان کا حق ملے گا۔ اسی طرح جب ہم دین پر جتنا عمل کرتے چلے جائیں گے اتنا ہی ہمارا معاشرہ ترقی، خوشحالی، امن و استحکام کی طرف بڑھے گا اور دوسری طرف ہمارے ایمان میں بھی اتنا ہی اضافہ ہو گا۔ یہ دو طرفہ عمل ہے۔ ایمان کی جو پونجی اللہ نے عطا کر دی ہے اگر انسان اس کے مطابق اپنے عمل کی اصلاح کرنا شروع کر دے تو ایمان میں اور مضبوطی آ جائے گی اور جس قدر ایمان مضبوط ہو گا اتنا ہی انسان کا عمل بھی دین کے مطابق ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ دین میں بتائے گئے حلال و حرام، جائز و ناجائز، فرائض و واجبات کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا عملِ صالح ہے۔

تیسری شرط: تواصی بالحق

ایمان اور عملِ صالح کے بعد دائمی خسارے سے بچنے کے لیے تیسری شرط تواصی بالحق ہے۔ یعنی خود نیک عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی حق بات کی تلقین کرنا، اچھائی کی نصیحت کرنا۔ یہ گویا حقیقی معنوں میں کامیاب انسان کی اصل منزل کا تیسرا سنگِ میل ہے جس کو عبور کیے بغیر حقیقی منزل کا حصول ناممکن ہے۔

مگر آج دنیا میں عام تصور یہ بن گیا ہے کہ جو شخص جو کر رہا ہے تو اُسے کرنے دیا جائے، اُسے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ اسی کا نام آج ''رواداری اور ماڈریشن'' رکھ دیا گیا ہے۔ یہی فلسفہ لے کر پرویز مشرف آیا تھا کہ روشن خیالی ہو، رواداری ہو، کوئی کسی کو کچھ نہ کہے، نصاب میں یہود کے خلاف، ہندوؤں کے خلاف اور شرک کے خلاف جو باتیں ہیں ان سب کو نکال دو۔ مگر اسلام کا تصور یہ نہیں ہے۔ اسلام تو باقاعدہ ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ خود بھی برائی سے بچے اور دوسروں کو بھی منکرات اور برائیوں سے روکے۔

''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ (طاقت) سے بدلے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (صحیح مسلم)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمانوں کا ایک لازمی فریضہ ہے۔ بالکل الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جانا دین کا تقاضا نہیں ہے۔

اس حدیث پر کیسے عمل ہو گا یہ ایک الگ بحث

پریس ریلیز 24 فروری 2017ء

آپریشن ردالفساد کا آغاز اچھی بات ہے لیکن دہشت گردی کے ناسور کا اصل علاج موجودہ باطل نظام کو بدل کر اللہ اور رسولؐ کا عطا کردہ نظام لانا ہو گا

دعا ہے کہ اللہ ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق عطا فرمائے

حافظ عاکف سعید

دہشت گردی کا مکمل قلع قمع کرنے کے لیے نظام کو بدلنا ہو گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ جب ضربِ عضب شروع کی گئی تھی تو ہم نے عرض کیا تھا کہ اس سے دہشت گردی وقتی اور عارضی طور پر ختم ہو گی محض قوت کے استعمال سے دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا نہیں جا سکے گا۔ اب بھی ہم سمجھتے ہیں کہ آپریشن ردالفساد کا آغاز اچھی بات ہے لیکن اس سے بھی وقتی کامیابی حاصل ہو گی اور دہشت گردی میں کمی واقع ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ناسور کا اصل علاج موجودہ باطل نظام کو بدل کر اللہ اور رسولؐ کا عطا کردہ نظام لانا ہو گا۔ ہم نے یہی وعدہ کر کے پاکستان حاصل کیا تھا لیکن ہم دین سے بے وفائی بلکہ غداری کے مرتکب ہوئے جس سے سزا کے طور پر مسلمانانِ پاکستان اور خاص طور پر لیڈر منافقت کا شکار ہو گئے۔ آج عوام کی اکثریت میں وہ تمام نشانیاں پائی جاتی ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے منافق کی بتائی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عدالتِ عظمیٰ کے ایک فاضل جج نے یہ کہا ہے کہ اگر آئین کی شقات 62 اور 63 لاگو کی گئیں تو تمام پارلیمنٹ اُس کی زد میں آ جائے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر ارکانِ پارلیمنٹ کو ان آئینی شقات سے اجتماعی طور پر استثنیٰ دینا ہے تو پھر ان شقوں کو آئین میں سجا رکھنے کا کیا جواز ہے۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے۔ تاہم اصل مطلوب یہ ہے کہ آپ قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں گے البتہ کوئی شخص غلط کام کر رہا ہے تو آپ اسے سب سے پہلے دلسوزی کے ساتھ سمجھائیں۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اسے اس کے حال پر نہ چھوڑیں بلکہ اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اصلاح اچھے طریقے سے ہونی چاہیے۔ پیار سے بات کریں، ایسی ٹون میں بات کریں کہ وہ سمجھ جائے کہ یہ شخص میرا مخلص ہے، یہ مجھ پر تنقید کرنے نہیں آیا، مجھے ذلیل کرنے نہیں آیا تو اس طرح فرق پڑے گا۔

قوت کا معاملہ آخر میں ہوگا اور احادیث کو اگر سامنے رکھیں تو اس کی عملی شکل یہ بنتی ہے کہ جب آپ دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں منکرات پھیل رہے ہیں، اللہ کے احکامات توڑے جا رہے ہیں، حدود اللہ پامال ہو رہی ہے اور وہ سارے کام ہو رہے ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کو ناراض کرنے والے ہیں تو پھر مسلمان مل جل کر ایک قوت بنیں۔ جب بھرپور قوت پیدا ہو جائے تو پھر اس باطل قوت سے ٹکرائیں، باطل نظام کو بدلنے کی کوشش کریں۔ اگر مسلمانوں کا معاشرہ ہے تو وہاں ہتھیار اٹھانا سنگین جرم ہے جس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ آج کل کے حساب سے ایک بہترین، پُرامن اور بھرپور تحریک چلائی جائے تو حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر سامنے کفار اور مشرک ہیں تو وہاں حضور ﷺ نے بھی جہاد اور قتال کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا معمول بھی باطل نظام کے خلاف یہی رہا کہ وہ پہلے لوگوں کو دعوت دیتے تھے کہ اسلام قبول کرلو! یہ زمین اللہ کی ہے، اس پر اللہ کا حق ہے کہ اس کا قانون چلے اور اللہ نے اس کے لیے اپنا مکمل قانون ہمیں دے دیا ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (المائدۃ:3) ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔''

لہٰذا اللہ کی دھرتی پر جو اللہ کا قانون تسلیم نہیں کرتے تھے تو صحابہ کرامؓ پوری قوت کے ساتھ ان سے ٹکرا جاتے تھے کہ یہ غاصب ہیں اور انہوں نے اللہ کی زمین پر بغاوت کی ہوئی ہے۔ دوسری طرف جو اسلام قبول کر لیتے تھے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر معاشرے میں دین کو نافذ کرتے تھے۔ یہ تو اس وقت تصور ہی نہیں تھا کہ مسلمان بھی ہوں اور اللہ کے دین کو نہ مانتے ہوں، اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے تیار ہی نہ ہوں۔ یہ تو امت مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ 58 اسلامی ملک ہیں اور کسی ایک میں بھی اللہ کا دین اور قانون نافذ نہیں ہے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ باطل کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرائے کہ ہم اللہ کی سرزمین پر غیر اللہ کی حاکمیت برداشت نہیں کر سکتے لہٰذا اب اس کا فیصلہ تلوار کرے گی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں 22 لاکھ مربع میل پر اسلام قائم ہو چکا تھا اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں 22 لاکھ سے بڑھ کر 44 لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا تھا اور اس پورے علاقے میں اللہ کا دین قائم کر لیا گیا۔ اگرچہ بیشتر مفتوح علاقوں میں ابھی لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ان علاقوں میں کسی کو بھی زبردستی مسلمان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اسلام میں کسی فرد کو بالجبر مسلمان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

﴿لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ (البقرۃ:256)

''دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔''

لہٰذا مذہب کے معاملے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دنیا دارالامتحان ہے جہاں ہر ایک کو آزمایا جا رہا ہے کہ وہ صراط مستقیم (اسلام) پر چلنے کی کوشش کرتا ہے یا پھر ناشکری اور کفر کے راستے پر۔ تاہم اسے صرف دعوت دی جائے گی۔ لیکن جہاں تک اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے قیام کا تعلق ہے تو اس میں کوئی رعایت نہیں ہے۔ معاشرے سے ظلم و جبر، منکرات اور برائیوں کا خاتمہ کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اس میں کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے یہی کیا۔ مفتوح علاقوں میں لوگوں کو اگرچہ اجازت دے دی گئی کہ آپ مذہب کے معاملے میں آزاد ہیں، آپ کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں، آپ اپنے گھروں کے اندر جیسے مرضی عبادت کریں جو مرضی کریں۔ لیکن دوسری طرف معاشرے پر اللہ کے دین کو غالب کر کے ہر برائی، ظلم و ستم، ناانصافی، اونچ نیچ، سود، جوئے اور تمام منکرات کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسلام ایک ایسا نظام (دین) ہے جس میں عدل و انصاف ہے، انسانی حقوق ہیں، مساوات ہے تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ فوج درفوج مسلمان ہو گئے۔ اب تک انہوں نے صرف بادشاہت کا نظام دیکھا تھا کہ سارے حقوق ایک شاہی خاندان کے پاس ہوتے تھے۔ سارا اختیار ان کے پاس تھا، وہ جیسا چاہتے ظلم و ستم پر مبنی قانون بنا لیتے اور جب چاہتے بلاوجہ ٹیکس اور لگان وصول کرتے۔ عوام کے حقوق تو تھے ہی نہیں۔ اب اسلام معاشرے پر غالب ہوا تو انہیں پتہ چلا کہ حقوق میں سب انسان برابر ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں، جو حاکم ہے وہ اصل میں قوم کا خادم ہے اور ہر کوئی اس سے حساب کتاب لے سکتا ہے۔ چنانچہ یہ وہ فطری نظام تھا جس کو دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے اور یہ تواصی بالحق کی برکات تھیں کہ خود بھی حق پر چلو اور دوسروں کو بھی حق کی دعوت دو اور برائیوں سے روکو اور اجتماعی طور پر جب ایک بھرپور قوت حاصل ہو جائے تو باطل سے ٹکرا جاؤ اور معاشرے پر اللہ کے دین کو غالب کر دو۔ لہٰذا اس لحاظ سے تواصی بالحق انفرادی سطح پر بھی دائمی خسارے سے بچنے اور اُخروی کامیابی کے لیے تیسرا سنگ میل ہے اور اجتماعی طور پر بھی جب تک تواصی بالحق کی شرط پوری نہیں ہوگی معاشرے میں دین غالب نہیں ہو سکے گا اور انسانیت فطری دین کے ثمرات سے فیض یاب نہیں ہو سکے گی۔

چوتھی شرط: تواصی بالصبر

جب آپ لوگوں کو حق بات کی طرف راغب کریں گے تو مخالفت تو لازماً پیدا ہوگی۔ خاص طور پر معاشرے کے وہ طبقات جو دوسروں کا استحصال کرتے ہوئے لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں تو جب آپ انہیں کہیں گے کہ دوسروں کے حقوق پامال مت کرو تو پھر وہ ری ایکٹ کریں گے۔ کیونکہ ان کے پاس وسائل بھی ہیں اور اقتدار کی طاقت بھی ہے۔ نتیجہ میں آپ کے لیے مشکلات بڑھ جائیں گی۔ آپ کا معاشی، سیاسی، سماجی گھیراؤ ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ کی زندگی اجیرن بنا دی جائے گی۔ تو ان حالات میں کامیاب کون ہوگا:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③﴾ ''اور جنہوں نے صبر کی تلقین کی۔''

یعنی اب جو اہل ایمان ہیں وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں۔ یہ نہ ہو کہ مخالفت، گھیراؤ، تشدد، ظلم و ستم سے گھبرا کر اپنی ذمہ داری چھوڑ دیں اور دباؤ کی وجہ سے خود کو حق سے منحرف کرتے چلے جائیں۔ نہیں۔ بلکہ ناکامی اور دائمی خسارے سے بچنے کے لیے استقامت دکھانی ہے۔ اب بھی لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہنا ہے اور منکرات سے انہیں منع کرتے رہنا ہے۔ مخالفت تو بڑھے گی، مزید مشکلات بھی آئیں گی، باتیں بھی سننا پڑیں گی اور طعنے بھی سننے پڑیں گے۔ حتیٰ کہ گالیاں بھی کھانی پڑیں گی لیکن دائمی کامیابی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حالت میں صبر و استقامت کا دامن تھامے رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نجات کی ان چاروں شرائط پر پورا اُترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 11

61	تا دماغِ تو بہ پیچاکش فتاد	آرزوے زندہ در دل نزاد
	جب تک تیرا دماغ اس کے پیچاک (بیل) میں گرا ہوا ہے	دل میں کوئی زندہ آرزو پیدا ہی نہیں ہوسکتی
62	احتسابِ خویش کُن از خود مرو	یک دو دم از غیر بیگانہ شو
	اپنا احتساب کر، اپنی ذات سے دور نہ ہو	ایک دو لمحے اپنے غیر سے بیگانہ ہوجا
63	تا کجا ایں خوف و وسواس و ہراس	اندر ایں کشور مقامِ خود شناس
	یہ خوف، یہ ڈر اور ہراس کب تک؟	اس ملک میں اپنا مقام پہچان
64	ایں چمن دارد بسے شاخِ بلند	برنگوں شاخ آشیانِ خود مبند
	اس چمن میں کئی بلند شاخیں ہیں	تو جھکی ہوئی شاخ پر اپنا آشیاں نہ بنا
65	نغمہ داری در گلو اے بے خبر	جنس خود بشناس و با زاغاں مپر
	اے بے خبر! تو اپنے گلے میں نغمہ رکھتا ہے	اپنی ذات کو پہچان، کوّوں کے ساتھ پرواز نہ کر
66	خویشتن را تیزیٔ شمشیر دہ	باز خود را در کفِ تقدیر دہ
	خود میں تلوار کی تیزی پیدا کر	پھر اپنے آپ کو تقدیر کے ہاتھ میں دے

61۔ اے مسلمان نوجوان! جب تک تو مغرب کے افکار و نظریات اور صہیونی چالوں کو جدید ٹیکنالوجی کے نام سے اپنی ضرورت سمجھ کر اختیار کیے رکھنے سے بیزار نہیں ہوتا اور ان کے اندھے شوق (CRAZE) سے نہیں نکلتا تیرے وجود میں موجود دل کے اندر کوئی مثبت دینی و انسانی سوچ اور جذبہ اور اللہ و رسول کو راضی کرنے کی آرزو پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔

62۔ اپنے آپ کو نہ بھولو___ اپنا احتساب کرو کہ میں کون ہوں! کرنا کیا چاہیے اور کیا کر رہا ہوں (حضرت محمد عربی ﷺ کا امتی ہوکر مغربی تہذیب کا دلدادہ و عاشق)۔ ٹھنڈے دل سے سوچو اور کچھ دیر کے لیے مغربی (ابلیسی اور دین بیزار) افکار سے علیحدہ ہوکر ایک غیر جانبدار تجزیہ (DETACHED VEIW) کرو اور اپنے لیے نیا لائحہ عمل تلاش کرو جس میں اپنے آقا حضرت محمد ﷺ سے بے وفائی نہ ہو۔ [1] بقولِ اقبال

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

63۔ مغربی افکار اور ترقی کی چکا چوند روشنیوں اور سہولتوں کے کم استعمال سے اپنے اندر پیچھے رہ جانے کا خوف، ڈر اور اضطراب مت کرو۔ کوئی قیامت نہیں آئے گی اس روئے ارضی پر۔ اے مسلمان! اپنا مقام اور مرتبہ پہچانو اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے اُمتی کی حیثیت اسلام اور قرآن کے حامل ہونے کے مقام کا شعور حاصل کرو اور اس کے تقاضے ادا کرنے کی فکر کرو۔

64۔ اس زمین پر مغربی راستے کو چھوڑ کر ترقی، عروج اور آگے بڑھنے کے اور بھی کئی راستے اور امکانات موجود ہیں۔ مغرب تو چھ صدیوں کے عروج کے بعد اب زوال پذیر ہے یہ کشتی ڈوبنے والی ہے یہ شاخ سوکھنا شروع ہوچکی ہے اور جھک رہی ہے۔ اس جھکی ہوئی شاخ پر اپنا آشیانہ نہ بناؤ۔ اپنا دینی لائحہ عمل، سوچ اور معاشی کیریئر (CAREER) اس کو سامنے رکھ کر PLAN نہ کرو۔

65۔ اے مسلمان نوجوان! تیرے پاس ایک نغمہ ہے ایک پیغام ہے تو حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کا حامل اور پیغامبر ہے۔ تو اپنی ذات کو پہچان اور سیکولر اور لبرل مغرب اور مغربی نوجوان کی طرح بے مقصدیت اور روشن خیالی (کھاؤ، پیو، گانے سنو، بے حیائی دیکھو اور بس یہی زندگی ہے) کو اپنا مقصد حیات نہ بناؤ اور ان کی آواز میں اپنی آواز مت ملاؤ کہ ان کی تائید شمار ہو۔ مسلمان نوجوان اور لبرل نوجوان کا فرق ایک بُلبُل اور کوّے جیسا فرق ہے۔

66۔ اے مسلمان نوجوان اپنے نظریات کو پختہ کرو اپنی سوچ کو گہرا کرو اللہ کی محبت اور عشق رسول و اتباعِ رسول ﷺ کی گہرائی میں اُتر جاؤ اور جذبہ عمل کو تیز کرو جذبہ جہاد کو جلا بخشو اور دین کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاؤ پھر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردو۔ [2]

[1] حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے“۔

[2] ”اے ایمان والو! اسلام میں پُورے پُورے داخل ہوجاؤ.....“ (البقرہ 02 : 208)

جب معاشرے میں پیچیدہ قسم کے فیصلے کرنے ہوں تو تھنک ٹینکس آپ کے سامنے ایسے خیالات لے کر آتے ہیں جو کسی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں: ڈاکٹر اسامہ صدیق

ہمارا دین گھر کے معاملات سے لے کر ریاست کے معاملات تک باہم مشورے کی تعلیم دیتا ہے اور مستقبل کی پلاننگ کرنے کی بھی کوئی ممانعت نہیں ہے: شجاع الدین شیخ

امریکہ میں اہم ترین تھنک ٹینکس اسرائیل کے تحفظ کے لیے لابنگ اور امریکہ کے فوجی عزائم کی تکمیل کی راہ ہموار کر رہے ہیں: آصف حمید

مغرب میں تھنک ٹینکس ہر طرح کی ریسرچ کرتے ہیں اور ان کی سفارشات پر پالیسیاں بنائی جاتی ہیں۔: پروفیسر طلحہ علی

تھنک ٹینکس کی اہمیت اور افادیت کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: تھینک ٹینک کیا ہے اور یہ لوگ کیسے کام کرتے ہیں؟

آصف حمید: تھنک ٹینک کے حوالے سے جو بنیادی بات کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ”لوگوں کا ایسا گروپ جس کو پیسے دیے جاتے ہیں کچھ نہ کرنے کے سوائے پڑھنے، ڈسکس کرنے، سوچنے اور لائحہ عمل تیار کرنے کے“۔ یعنی یہ ایسی ریسرچ یونیورسٹی ہے جس میں نہ شاگرد ہے نہ استاد لیکن ریسرچ اور صرف ریسرچ اس کا کام ہے۔ یہ اس کا بنیادی مفہوم ہے۔ ان کے دائرہ عمل میں زیادہ تر جو چیزیں آتی ہیں وہ پبلک پالیسی ریسرچ، تجزیے، لائحہ عمل تیار کرنا اور حکومت کو اس میں انوالو کرنا ہے۔ ان کا بنیادی کام حکومت کو معلومات فراہم کرنا ہے۔ اندرونی و بیرونی دونوں طرح کے مسائل کے حوالے سے وہ اپنی Findings حکومت کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے ذرائع میں میڈیا کانفرنسز، آرٹیکلز اور کتابیں شامل ہیں۔ ان کے اہداف ہوتے ہیں اور ان اہداف میں زیادہ تر ملکی سلامتی، عوام کی بہتری اور عالمی بہتری شامل ہوتی ہے۔ یعنی بہت سے موضوعات پر یہ تھنک ٹینکس ریسرچ کر کے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ چونکہ حکومتیں اکثر ان سے استفادہ کرتی ہیں تو افلاطون نے بھی اس حوالے سے ایک بات اس طرح کہی ہے کہ There can be no good Government until philosophers are kings and the kings philosophers۔ یعنی بہتر حکومت کے لیے سوچنے اور لائحہ عمل تیار کرنے کا جو ضروری کام ہے اس میں یہ تھنک ٹینکس ان کو مدد دیتے ہیں۔ بلکہ ایک اور طرح سے بھی کہا جاتا ہے کہ Help the government to think۔ یعنی یہ گورنمنٹ کو سوچنے میں مدد دیتے ہیں۔ حکومت کے اندرونی و بیرونی معاملات میں پالیسز بنانے میں ان کا ایک بڑا اسپورٹنگ رول ہے۔

سوال: تھنک ٹینک ”تہذیبوں کا تصادم“ یا ”تہذیبوں کا اتحاد“ کے حوالے سے کوئی کام کرتے ہیں؟

پروفیسر طلحہ علی: اصل میں تھنک ٹینکس مغرب میں ہر طرح کی ریسرچ کرتے ہیں اور ان کی سفارشات پر پالیسیاں بنائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے جہاں مختلف تہذیبیں ہیں تو ان میں تصادم کی بات بھی ہو رہی ہے۔ اسی طرح مغرب میں کچھ لوگ ہیں جن کو اسلام سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ تو اس وقت دو ہزار کے قریب تھنک ٹینکس امریکہ میں ہیں اور امریکہ میں تھنک ٹینکس ایک بہت سنجیدہ قسم کی چیز ہے اور ان کی بات کا بہت وزن ہوتا ہے۔

آصف حمید: امریکہ میں جس طرح آرمی ریاست

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے دفاع کا کام کرتی ہے اِسی طرح یہ تھنک ٹینکس دفاع کے حوالہ سے سوچ و بچار کرتے ہیں۔ امریکہ میں جتنے تھنک ٹینکس ہیں ان کا ہدف آخر میں جا کر امریکہ کی بالادستی اور امریکی مفادات کا تحفظ ہی ٹھہرتا ہے۔

سوال: تہذیبوں کا تصادم کے عنوان سے ایک اصطلاح دنیا میں بڑی مشہور ہوئی لیکن جب اس میں بدنامی کا عنصر شامل ہونا شروع ہو گیا تو پھر اس کو Alliance of Civilizations کے نام سے متعارف کروایا گیا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ بھی پہلے کوئی تھنک ٹینکس کا ہی کام تھا؟

پروفیسر طلحہ علی: میرے خیال میں جو لوگ پالیسی پر عمل درآمد کر رہے ہوتے ہیں اور جو میڈیا سے انٹریکٹ کر رہے ہوتے ہیں کئی دفعہ ان سے کچھ غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ دراصل تھنک ٹینکس سے کام لینے کے لیے پہلے خود آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے یا تو آپ خود ہی تھنک ٹینکس بنالیں جو ایک لائحہ عمل تیار کرے۔ یا پھر آپ ان تھنک ٹینکس کو دعوت دیں جو آپ کے مقاصد کو سمجھتے ہوں۔ ہم تو شاید ان دو لیولز تک نہیں پہنچے جبکہ مغرب اس حوالے بہت ایڈوانس لیول تک پہنچا ہوا ہے۔

آصف حمید: تھنک ٹینکس کی تاریخ 19 ویں صدی کے آغاز سے شروع ہوتی ہے اور اس وقت جو اقوام متحدہ کا ادارہ موجود ہے یہ بھی تھنک ٹینکس کی سوچ کا ہی نتیجہ ہے۔

پروفیسر طلحہ علی: ایک اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ تھنک ٹینکس کی پالیسی عام طور اتنی ہی متوازن اور مستحکم ہوتی ہے جتنے اس میں اچھے، باصلاحیت اور بڑے لوگ شامل میں ہوتے ہیں جن پر واضح بھی ہوتا ہے کہ ہم نے ملک کے لیے یہ کام کرنا ہے اور اس کا یہ فائدہ ہوگا۔ جیسے امریکہ میں کونسل آف فارن ریلیشنز ہے جس کے ممبرز میں میڈلن البرائٹ اور کولن پاول جیسے لوگ ہیں۔ ان کی پالیسی میں ہمیں ایک استحکام نظر آتا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی نیا امریکی صدر آتا ہے تو شاید میڈیا پر بیانات بدل جاتے ہیں لیکن جو اصل پالیسی ہوتی ہے وہ بدستور قائم رہتی ہے۔ جیسے اوباما بظاہر بڑے نرم مزاج آدمی تھے، بڑے پڑھے لکھے بھی تھے لیکن ان کے زمانے میں پالیسز ٹرمپ ہی کی طرح سخت تھیں۔ یعنی امریکی صدور کے مزاج بدلتے رہتے ہیں پالیسیاں نہیں بدلتیں۔ کیونکہ وہ تھنک ٹینکس کی متفقہ رائے پر مشتمل ہوتی ہیں جن کو وہ ذرا تبدیل بھی کریں تو تھنک ٹینکس سخت مزاحمت کرتے ہیں۔

سوال: تھنک ٹینکس معاشرے میں رائے عامہ ہموار کرنے اور پالیسی سازی میں کتنا اہم رول ادا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر اسامہ صدیق: بہت سے معاملات میں لوگوں کے مختلف نقطہ ہائے نظر سامنے لانے میں ان تھنک ٹینکس کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ لیکن عموماً یہ زیادہ مخصوص ایشوز پر کام کرتے ہیں جن کا تعلق حکومت سے بھی ہوتا ہے، پرائیویٹ سیکٹر سے بھی ہوتا اور پھر یہ مختلف سپیشل انٹرسٹ گروپس کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔ لیکن ایک خاص قسم کی تحقیق کی بنیاد پر اپنائی جانے والی سوچ میں ان کا کافی اہم کردار ہوتا ہے۔

سوال: اصل میں تو یہ گورنمنٹ کی معاونت کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں لیکن آپ کے خیال میں ان کا خصوصی

کردار کیا ہے؟

ڈاکٹر اسامہ صدیق: ان کا سپیشلائزڈ رول اس لیے ہے کہ آج کل کے زمانے میں حکومت کے اندر جو پالیسی سازی کا عمل ہے اس میں انتہائی پیچیدہ اور مشکل چیزیں آ گئی ہیں۔ آج قانون میں بھی کافی حد تک سپیشلائزیشن آ گئی ہے، معاشرہ پہلے کی نسبت پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے اور اس کے اندر گلوبلائزیشن کا بھی رول ہے اور انٹرنیشنل لاء کا بھی رول ہے۔ ان حالات میں حکومت کو کس طرح چلانا ہے، ڈیم کس طرح بنیں گے، دفاع کو کس طرح مضبوط کرنا ہے، قانونی اصلاحات کیسے لائی جائیں؟ یہ کوئی عام فہم چیزیں نہیں ہیں۔ اس میں کافی حد تک ایسے لوگ ہی مہارت رکھتے ہیں جنہوں نے ان شعبوں میں کافی تحقیق کی ہوتی ہے، جن کے پاس قابلیت ہے اور جو فل ٹائم یہی کام کرتے ہیں۔ وہ عموماً تھنک ٹینکس سے وابستہ ہوتے ہیں اور تھنک ٹینکس بھی مختلف قسموں کے ہوتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو حکومت کی وساطت سے چلتے ہیں اور جن کے لیے ایک مخصوص فنڈ مقرر کیا جاتا ہے۔ ان کی آزادی اس چیز پر منحصر ہوتی ہے کہ ان کا گورنمنٹ سے کتنا قریبی تعلق ہے۔ کچھ وہ ہیں جنہیں پرائیویٹ سیکٹر پیسے دیتا ہے اور وہ آزادانہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں دونوں طرح کے تھنک ٹینکس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بھی جنہیں گورنمنٹ یہ فریضہ سونپتی ہے کہ آپ فلاں شعبے میں پالیسی بنانے کے لیے ہمیں اپنی سفارشات دیں اور وہ بھی جو کہ جزوی طور پر اس کام میں شامل ہیں اور اپنی سفارشات دیتے ہیں جو منظرِ عام پر بھی آتی ہیں، گورنمنٹ بھی ان کو سن سکتی ہے اور معاشرے میں بھی ایسے لوگ جو ان سے Agree کرتے ہیں وہ ان کے خیالات کو لے کر آگے بڑھ سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر جب معاشرے میں پیچیدہ قسم کے فیصلے کرنے ہوں تو تھنک ٹینکس آپ کے سامنے ایسے خیالات لے کر آتے ہیں جو کسی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، وہ کسی کی محض رائے یا خیال نہیں ہوتا۔

سوال: امریکی پالیسی سازی میں تھنک ٹینکس کا کتنا رول ہے؟

ڈاکٹر اسامہ صدیق: وہاں تھنک ٹینکس کا باقاعدہ ایک رول ہے۔ وہاں بھی دو قسم کے تھنک ٹینکس ہیں۔ ایسے بھی جو گورنمنٹ کی وساطت سے بنے ہیں اور ایسے بھی جو یونیورسٹیز میں موجود ہیں۔ یونیورسٹیز میں جو تھنک ٹینکس ہیں وہ گورنمنٹ سے اپنی گفت وشنید میں بہت ساری چیزیں سیکھتے ہیں اور ان کو کلاس روم میں بھی لے کر آتے ہیں اور ان پر تحقیق کرتے ہیں اور اپنے علم کی بنیاد پر حکومت کو کافی ساری سفارشات بھی دیتے ہیں۔ وہاں یہ سہولت بھی عام ہے کہ کچھ پروفیسرز اکثر ایک سال یا دو سال کی چھٹی لے کر گورنمنٹ کے ساتھ کام بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں گورنمنٹ کی پالیسی میں دونوں طرح کے تھنک ٹینکس کا اہم رول ہے اور خاص طور پر پروفیسرز کا تھنک ٹینکس میں اہم کردار ہے۔

سوال: کیا پاکستان میں تھنک ٹینکس موجود ہیں اور ریاست پاکستان ان سے کوئی مناسب فوائد حاصل کر رہی ہے؟

ڈاکٹر اسامہ صدیق: یہاں چونکہ پالیسی سازی کے حوالہ سے سوچ وبچار اور بحث وتمحیص کی کمی ہے اس لیے یہاں تھنک ٹینکس کی بھی کمی ہے۔ ویسے ہمارے پاس ٹینک تو کافی ہیں لیکن تھنک ٹینکس غالباً زیادہ نہیں ہیں۔ جہاں جہالت ہوتی ہے وہاں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہی مصدقہ حقیقت ہے یا مستند بات ہے تو یہ چیز اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہاں پر ایک خاص اور اعلیٰ درجے کی تعلیم اور ایکسپرٹس کی کمی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مختلف ایشوز پر لوگوں کے مختلف خیالات یا آراء نہیں ہوسکتیں۔ ضرور ہونی چاہئیں لیکن ایک مہذب اور پڑھے لکھے معاشرے میں لوگ عموماً ہر شعبے میں اس شعبے کے ماہرین کی گفتگو کو اہمیت دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی تھنک ٹینکس موجود ہیں اور ان میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ ایسے تھنک ٹینکس بھی ہیں جو اقتصادی پالیسیوں پر بھی کام کرتے ہیں، ٹیکس کے نظام پر بھی کام کرتے ہیں، نظام تعلیم پر بھی بات کرتے ہیں، پالیسی سازی اور قانون پر بھی لیکن ابھی تک ان میں وہ صلاحیت پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہیے۔ جہاں تک گورنمنٹ کے ساتھ بات چیت کا تعلق ہے تو پہلے کی نسبت کم از کم اب یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ گورنمنٹ آزاد لوگوں یا تھنک ٹینکس سے کبھی کبھار گفتگو ضرور کرتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک مستند چیز ہے لیکن کس حد تک ان کی بات مانی جاتی ہے وہ ایک علیحدہ سوال ہے۔

> یہاں عموماً ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہی مصدقہ حقیقت اور مستند بات ہے جبکہ یہ چیز اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہاں پر ایک خاص اور اعلیٰ درجے کی تعلیم اور ایکسپرٹس کی کمی ہے۔

سوال: امریکہ میں تقریباً دو ہزار کے قریب تھنک ٹینکس کام کر رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں ان کے اہداف کیا ہیں؟

آصف حمید: امریکہ میں جو اہم ترین تھنک ٹینکس ہیں وہ وہاں اہم ترین اس لیے بن گئے ہیں کہ وہ اسرائیل کے تحفظ کے لیے امریکہ میں لابنگ کر رہے ہیں اور امریکہ کے فوجی عزائم کی تکمیل کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ وہ کون کون سے ہیں اور ان کے اہداف کیا ہیں اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جیوش انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل سکیورٹی آفیئرز (JINSA)

یہ پرو اسرائیل ہے۔ نیشنل سکیورٹی اور فارن پالیسی اس کا دائرہ کار ہے۔ امریکی اداروں میں اسرائیلی عمل داری کو فروغ دینا، مشرق وسطیٰ میں جمہوری اور مغربی اقدار کا فروغ ان کی ترجیحات میں شامل ہے۔ اس کے ممبرز میں ڈک چینی، جان بولٹن شامل ہیں۔ اس گروپ کا نعرہ ہے Securing America, Strengthening Israel۔ یہ ان کا واضح ہدف ہے۔ ان کے اہداف اپنے ملک اور اپنے مقصد کے لیے بڑے واضح ہیں۔ وہ منافقت سے کام نہیں لیتے۔

امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی (AIPAC)

یہ ایک لابنگ گروپ ہے۔ اس کا کام پرو اسرائیل پالیسیز پیش کرنا ہے۔ اس کے ایک لاکھ سے زائد ممبرز ہیں۔

سوال: اتنے زیادہ ممبرز کیسے انٹریکٹ کرتے ہیں؟

طلحہ علی: ہوتا یہ ہے کہ عام طور پر جتنے ہائی پروفائل لوگ ہوتے ہیں اسی حساب سے ان کی فنڈنگ بھی ہوتی ہے۔ ان کو پھر اکٹھے لانا مشکل کام نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان سب پر واضح ہوتا ہے کہ ان کا رول کیا ہے، کس مقصد کے لیے کام کرنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ اس کے لیے فنڈنگ، مہارت، سوچ بچار، تجزیہ، سب کچھ ہے۔ لاکھوں لوگ مختلف فیلڈز میں ان کی آراء سے استفادہ کرتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ یہ بیک اینڈ فورس موو بھی کرتے رہتے ہیں۔ جیسے ڈونلڈ رمز فیلڈ ہیں۔ وہ اس وقت اگر سیکرٹری آف سٹیٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں تو ظاہر ہے ان کا فوکس وہاں زیادہ ہوگا۔ اسی طرح اور لوگ بھی ہیں۔

آصف حمید: AIPAC کا براہِ راست تعلق اسرائیل کی لیکوڈ پارٹی سے ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ امریکہ میں اسرائیلی ایجنٹ کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہ گروپ ری پبلکن میں بھی موثر انداز میں موجود ہے اور ڈیموکریٹس میں بھی۔ یعنی امریکہ میں کوئی بھی صدر آتا ہے تو یہ گروپ بالکل تیار ہوتا ہے کہ اسرائیل کے اُوپر کوئی بھی آنچ نہ آئے بلکہ وہ اسرائیل کے مفادات کا مکمل تحفظ کرے۔

پراجیکٹ فار نیو امریکن سنچری (PNAC):

اس کا مقصد ہے امریکہ کی بالادستی کو عالمی لیول پر برقرار رکھنا تھا۔ اس گروپ کے خاص لوگوں میں ڈک چینی اور ڈونلڈ رمز فیلڈ شامل تھے۔ اس گروپ کا خاص کارنامہ عراق کے خلاف امریکی جنگ کو برپا کرنا تھا۔ ان لوگوں نے میڈیا کے ذریعے امریکہ کے لوگوں کو خوف دلایا کہ صدام حسین کے پاس

کیمیائی ہتھیار ہیں اور وہ تم پر حملہ آور ہوسکتا ہے۔ اس وجہ سے پہلے سینئر بش نے عراق پر حملہ کیا اور پھر جونیئر بش نے عراق پر حملہ کر کے صدام حکومت کو ختم کیا۔ اپنے اہداف مکمل کرنے کے بعد یہ گروپ 2007ء میں تحلیل کر دیا گیا تھا۔

رینڈ کارپوریشن: امریکہ کی ایک کمپنی میکڈونلڈ ڈگلس نے 1948ء میں اس کو بنایا۔ اب یہ بوئنگ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ کمپنی امریکہ کے لیے جنگی طیارے بناتی ہے۔ ابتدا میں اس کا مقصد صرف طویل مدتی ہتھیاروں کی پلاننگ کرنا تھا لیکن بعد میں اس نے اپنا دائرہ کار انرجی سے لے کر ماحولیات اور عوامی تحفظ تک پھیلا دیا۔ امریکہ کے چند ایک چہیتے تھنک ٹینکس میں اس کا شمار ہوتا ہے جن کی مالی معاونت امریکن گورنمنٹ کرتی ہے۔ ان کی تحقیق کا ایک موضوع ''فکسنگ اسلام'' ہے کہ مسلمانوں کو کیسے کنٹرول کرنا ہے۔ جس کے تحت یہ مختلف سفارشات پیش کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے کو کس طرح تقسیم کرنا ہے اور کیسے حالات پیدا کرنے ہیں تاکہ مسلمانوں کے لیے ہمارے احکامات کو ماننا اور ہمارے مفادات کو پورا کرنا آسان ہو جائے اور اگر کوئی امریکہ کی مخالفت کر رہا ہے تو اس کو کیسے قابو کرنا ہے۔ ان سفارشات کا ذکر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنے 2004ء کے خطاب میں بھی کیا تھا۔

سوال: آپ نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحب کے خطاب کا کلپ دیکھا۔ تو جیسے ڈاکٹر صاحب نے میڈیا کا ذکر کیا ہے تو تھنک ٹینکس کے لیے میڈیا کا رول کیا ہوسکتا ہے؟

طلحہ علی: اصل میں میڈیا رائے عامہ ہموار کرنے میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ مغرب میں عام ریسرچ کے مطابق اب مائنڈ کنٹرول کے لیے دو چیزیں بہت موثر ہیں۔ (1) میڈیا (2) تعلیم۔ جیسے برٹرینڈ رسل کہتے ہیں کہ یہ ماڈرن پروپیگنڈا ٹولز ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ I hope a time will come when anybody will convince anyone of anything۔ لوگوں کو قائل کرنے میں میڈیا کا بہت اہم رول ہوتا ہے۔ جیسے خلیجی جنگ میں weapons of mass destruction کا پروپیگنڈا پھیلا لیکن بعد میں پتا چلا کہ عراق میں ایسا کچھ تھا ہی نہیں۔ لیکن میڈیا نے کتنا بلڈاپ کر دیا کہ پوری دنیا قائل ہوگئی اور اس پاداش میں لاکھوں لوگ مر گئے۔ اسی طرح مغرب میں تعلیم پر بھی بہت ریسرچ ہو رہی ہے۔ جہاں مائنڈ کنٹرول کے لیے ان دو چیزوں کا استعمال عام ہے۔

سوال: یہ میڈیا پاور ہاؤسز پورے ان کے کنٹرول میں ہیں؟

طلحہ علی: ان کا تو پتا نہیں لیکن انٹیلی جنس ایجنسیز اپنا ایک مکمل ایجنڈا میڈیا کے حوالے سے علیحدہ رکھتی ہیں۔ جیسے CIA ہے۔ وہ میڈیا کو بہت زیادہ اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحبؒ کا جو کلپ دکھایا گیا اس کے حوالے سے بھی فرمائیے گا نیز یہ فرمائیے کہ اسلام میں تھنک ٹینکس کا کوئی Concept ہے؟

شجاع الدین شیخ: جہاں تک لفظ تھنک ٹینک کا تعلق ہے تو اس کی تاریخ ماضی قریب کی تاریخ ہے اور اس وقت دنیا میں چھ ہزار کے لگ بھگ معروف تھنک ٹینکس کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے تقریباً 25% امریکہ میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن جب ہم یہ کہیں کہ تھنک ٹینکس کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے تو ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اسلام اپنی بنیاد پر ہمیں کیا راہنمائی دیتا ہے۔ آج کے نقطۂ نظر میں تھنک ٹینک کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں اور خاص طور پر پبلک سیکٹر میں جہاں حکومت تقرر کرتی ہے اور باقاعدہ فنڈز دیتی ہے اور اپنی ریاست کے بہت سے گوشوں کے لیے اس کو راہنمائی درکار ہوا کرتی ہے تو جس طرح ماضی میں ایک سمجھدار شخص لوگوں کو راہنمائی دیتا تھا اسی

> ''اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور نماز قائم کی اور ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے: (الشوریٰ:38)

طرح آج دنیا گلوبل ہے اور اگر انٹرنیشنل لیول پر جب مسائل پیش آئیں گے تو پھر ان کے جو اثرات مرتب ہوں گے ان سے فائدہ اُٹھانے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس نقطۂ نظر میں جب ہم اسلام کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمارا دین مشورے کی تلقین کرتا ہے۔ لوگوں کے مسائل باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں۔ سورۃ الشوریٰ کی آیت 38 میں ارشاد ہے: ''اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور نماز قائم کی اور ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔'' اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت 159 میں ارشاد ہے: ''اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں۔ پھر جب آپ فیصلہ کرلیں تو اللہ پر توکل کریں۔''

چنانچہ ہمارا دین گھر کے معاملات سے لے کر ریاست کے معاملات تک باہم مشورے کی تعلیم دیتا ہے اور مستقبل کے حوالے سے سوچنے اور پلاننگ کرنے کی ہمارے دین میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں! ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا اصل مستقبل آخرت ہے۔ ہمیں اصل کی فکر رہے لیکن ہم نے جو زمین پر زندگی بسر کرنی ہے اس کے لیے ہمارا دین راہنمائی عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دو قسم کے علوم عطا کیے تھے۔ (1) علم الاسماء (2) علم الھدایت۔ تو جس اُمت کو خلافت کی ذمہ داری دی گئی ہے، اسے زمین پر خلافت کے نظام کو قائم کرنا ہو تو اس کو زمین کے وسائل کا بھی علم ہو، مسائل کا بھی علم ہو اور وہ اُمت ان وسائل کو استعمال کرنا بھی سیکھے اور دنیا کے معاملات میں مداخلت کر کے ان کو سلجھائے بھی۔ اس امت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم الاسماء کو یا اپنے دستیاب وسائل کو علم وحی کے تابع کر کے استعمال کرے۔ اگر اس مثال میں ہم دیکھیں تو آج جس کو ہم تھنک ٹینک کہہ رہے ہیں وہ اجتماعی مفاد کے لیے باہمی مشاورت کا ہی معاملہ ہے۔ یعنی باہمی مسائل کو زیر بحث لانا۔ پھر یہ دور سپیشلائزیشن کا دور ہے۔ ریاست اور حکومتوں کو صحت، تعلیم، انجینئرنگ اور مختلف سیکٹرز میں ایکسپرٹس کی رائے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اگر ہم دینی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ان معاملات میں ہم بہت پیچھے ہیں جبکہ ہمیں اس معاملے میں زیادہ متحرک ہونا چاہیے۔ البتہ یہ اس وقت ممکن ہو سکے گا کہ ایک دیانت دار اور صالح قیادت ہمارے پاس ہو اور اس قیادت کا یہ ویژن کلیئر ہو کہ زمین کی حکمرانی جس کو میں اور آپ خلافت کا نام دیتے ہیں اس کو حاصل کرنے کی ذمہ داری اس امت کے کندھوں پر ہے اور اس کا معیار یہ ہو کہ بندوں کی دنیوی ضروریات وحاجات کو بھی پورا کرنا ہے اور اس سے بڑھ کر بندوں کی آخرت کی فکر بھی کرنی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں ہمیں دومرتبہ مردم شماری کا ثبوت ملتا ہے اور اس مردم شماری میں سپیشلائزیشن بھی ہے کہ بوڑھے، معذور، عورتیں اور کتنی کتنی تعداد میں ہیں اور کتنے لوگ لڑنے کے قابل ہیں، کتنے لوگوں کے پاس گھوڑے ہیں، کتنے لوگوں کے پاس ہتھیار موجود ہیں۔ اس کا ڈیٹا اکٹھا ہوتا ہے اور ڈیٹا Collection کے لیے ظاہری بات ہے وسائل کا استعمال ہوگا اور پھر اس پر آپ مستقبل کی پلاننگ کر سکیں گے۔ قرآن ہمیں سورۃ البقرۃ میں اولاد کے تعلق سے کہتا ہے کہ کل کی فکر کرو، اولاد کی تمنا تو ہے مگر اولاد کی پرورش بھی ہے، اس کو اللہ کا بندہ بنانا، آخرت کی فکر پر لگانا یہ مستقبل کی فکر ہے۔ پھر اس کے لیے وسائل کا اندازہ لگانا، نئے وسائل دریافت کرنا پھر اجتماعی سوچ کے تحت دستیاب شدہ وسائل کو اجتماعی استعمال میں لانا، اس کے لیے آج جسے ہم تھنک ٹینکس کہہ رہے ہیں ہم مسلمانوں کے پاس بڑا ذریعہ ہونا چاہیے اور ہمیں اس حوالے سے غور وفکر کرنی چاہیے۔

> قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

محوِ حیرت ہوں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکی نفسیات دان بھی زیادتی کر گئے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ ٹرمپ ذہنی مریض ہے اور صدارت کے لیے نااہل ہے۔ یک بیک 35 ماہرین نے نیویارک ٹائمز میں خط لکھ مارا۔ وجہ......؟ کیونکہ مخالفین کے خلاف کسی بھی حد تک جانے پر آمادہ رہتے ہیں! اس وجہ کو بنیاد بنایا جائے تو ایک بین الاقوامی پاگل خانہ کھولنا پڑے گا۔ ماہرین شاید اچانک گہری نیند سے بیدار ہوئے ہیں۔ یہ حد شکن رویہ تو امریکی تاریخ کا جزو لاینفک ہے...... ہیروشیما، ناگاساکی کیا تھا؟ لاکھوں عراقی بچوں عورتوں پر معاشی پابندیوں کے نتیجے میں ادویہ کی عدم فراہمی سے موت مسلط کیا جانا کیا تھا؟ نائن الیون کے پانچ ہزار کے عوض کئی پانچ لاکھ جا بجا مار کر خون کی ندیاں بہانا کیا تھا؟ تمام جنگی قوانین اور کنونشنز کی دھجیاں اڑا کر گوانتاناموبے، ابوغریب، باگرام دشت لیلیٰ میں مظالم کی نئی تاریخ رقم کرنا، ہلاکو چنگیز کو شرما دینا، کیا تھا؟ امریکی ماسٹر ٹرینز بھیج بھیج کر پوری مسلم دنیا میں ڈیتھ سکواڈ اور ٹارگٹ کلرز کی فصلیں بو دینا کیا تھا؟ (پاکستان بھی جس کا حصہ بنا) ڈاکٹر عافیہ پر مسلط کردہ ناکردہ گناہ کی سزا حقوقِ نسواں کی کونسی پٹاری سے برآمد ہوئی ہے؟ پوری دنیا میں توہین قرآن، توہین رسالت ﷺ کی کریہہ حرکات کیا تہذیب و اخلاق کی ساری حدیں پامال نہیں کر چکیں؟ قرآن کو (نعوذ باللہ) فلش میں بہانا، کتوں کے منہ میں دینا، مساجد پر حملے، خنزیر کا سر پھینکنا کس قاعدے ضابطے کے تحت تھا؟ مکمل برہنگی کی کھلی چھٹی آزادئ رائے اور حقوق کے تحت ہونا...... لیکن وہ ڈیڑھ ہاتھ کپڑا جو پاکیزہ مسلم عورت کا نقاب تھا نوچ پھینکنے اور جرمانے، قید تک کی سزائیں اس پر صادر کرنا کیا مخالفت اسلام میں پاگل ہو جانے کی علامت نہیں؟ کہاں تک سنو گے......! پوری دنیا ایک بہت بڑے پاگل خانے میں تبدیل ہو چکی ہے۔ ٹرمپ تو بد سے بدنام برا کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کی صرف زبان پاگل ہے جو رکتی نہیں...... سارے امریکی راز، ازلی خبثِ باطن فاش کرنے پر تلی رہتی ہے۔ وہی سب جو ہیلری نے خوبصورت اصطلاحوں میں ملفوف زہر، مسکراہٹ بھری عیاریوں کے ساتھ اسلام کا قلع قمع کرتے ہمیں چٹانا تھا، ٹرمپ بلا کم و کاست برہنہ سچ بول کر ذہنی مریض قرار پا گیا!

یہ سمجھ لیجیے کہ امن عالم اب لوٹنے کا نہیں۔ تمام راستے ملحمۃ الکبریٰ، آرمیگڈون کی عالمی جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ افغانستان میں دنیا کی مہنگی ترین بھرپور جنگ لڑ کر، ساری سائنس ٹیکنالوجی جھونک کر، جدید اسلحے اور فوجوں کی ساری قوت آزما کر شکست فاش امریکہ نیٹو نے کھائی۔ طالبان سخت جان، مضبوط تر ہو کر اب ملک بھر میں اپنا اثر و رسوخ قائم کر رہے ہیں۔ امریکہ از سر نو وہاں اپنے فوجی بھیج رہا ہے۔ بمباریوں کے نئے سلسلے شروع ہیں۔ اتنی بھاری قیمت ادا کرنے کے باوجود، دوبارہ کیوں؟ دنیا کے دوسرے سرے سے کئی سمندر پار افغانستان کو کھنڈر کرنے کے باوجود از سر نو جنگ کی تیاری کیوں؟ اس سے امریکہ کو کیا خطرہ لاحق ہے؟ اس لیے کہ یہ خراسان ہے۔ ملحمۃ الکبریٰ کے سلسلے کی احادیث میں مذکور میدانِ جنگ۔ ان تمام علاقوں کو نشان زد کر کے نشانے پر لینے کی وجہ جا بجا یہی ایک ہے۔ پاکستان کی 16 سالہ اتحادی قربانیاں، جس میں ہم نے اپنی صورت، ہیئت، اخلاق، تہذیب، معیشت، خودمختاری، استحکام سبھی بگاڑ لیا...... آج بھی امریکہ کو راضی نہ کر سکے۔ حقانی گروپ نما بہانہ بازیوں سے ہمیں دھمکاتا رہتا ہے۔ کیوں......؟ اس لیے کہ قبائلی علاقے، دریائے اٹک تک کی سرزمین خراسان ہے!

عراق شام کی تباہی کی وجہ......؟ شام کا خون میں نہایا پورا وجود......؟ اس لیے کہ ان جنگوں کی پیشین گوئیاں میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ شام میں ہو گی۔ اعماق، دابق، الغوطہ، حلب سب کا احادیث میں (باب الفتن) تذکرہ موجود ہے اور یہی کفر (بین الاقوامی) کے اہداف ہیں۔ یہ وہ فیصلہ کن جنگ ہے جس میں امت کے 3 حصے ہوں گے۔ ایک تہائی جو اللہ کے دین سے باغی ہوں گے۔ اور جو اس جنگ سے رخ پھیرے گا ان کی توبہ کبھی قبول نہ ہوگی۔ ایک تہائی کفار سے لڑے گی۔ اس میں شہداء کی کثیر تعداد ہو گی جو عنداللہ اعلیٰ ترین درجے پر فائز شہید ہوں گے۔ تیسری تہائی، فتح پائے گی۔ ایک طے شدہ پالیسی کے تحت پورا مشرق وسطیٰ اور خراسان ہدف پر ہے۔ یمن سارا تباہ کیوں ہو گیا؟ سعودی عرب کو امریکہ نے اس جنگ میں جھونک کر جو بیگار لی اس سے اس کے دونوں مقاصد پورے ہوئے۔ امت مسلمہ کے مرکز کا خون اور معیشت نچوڑ ڈالنا اور یمن (جو احادیث میں مذکور ہے) کو چور چور کر دینا۔ آبادیاں، بندرگاہیں، ایئر پورٹ، دفاتر، مساجد، بازار سب تباہ۔ غذائی طبی بحران سے حالات ابتر۔ غریب ملک، مفلس تر۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد تمام مسلمان ممالک پر دینی جہالت دنیاوی تعلیم کے نام پر مسلط کی گئی۔ مسلم شناخت کچل کر رکھ دی گئی۔ نسل در نسل حکمرانی بلا استثناء تمام ممالک میں مغربی پٹھوؤں اور غلاموں کو سونپی گئی۔ ذرائع ابلاغ برقی مواصلاتی لہروں پر سوار ہو کر آقاؤں کے مقاصد پورے کرنے کے بھونپو، معلن بن گئے۔ سیرت و کردار سازی کی فیکٹریوں (گھر، خاندان) کے تار و پود بکھیرنے کو مسلم عورت پر یلغار ہوئی۔ تعلیم، آزادی حقوقِ نسواں، جینڈر (صنفی) امتیاز کے نام پر اسے مرد کے ہمراہ/مدمقابل لا کر تربیت اولاد سے بیگانہ کر دیا۔ ماں کی...... جنت کی ہوا صرف رکشے والوں کی میراث رہ گئی۔ ورنہ ماں کے قدموں تلے جنت تلاش کرنے کی بجائے ڈالروں بھری جنت سبقت لے گئی۔ سو آج ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑتے لڑتے صرف لہولہان اور چکنا چور نہیں ہوئے، اس دیوانی جنگ کے ہاتھوں (جو امریکہ کی تھی ہم پر مسلط کی گئی) ہم ہوش و خرد کھو بیٹھے ہیں۔ (ہر مسلم ملک میں مسلمان کو مسلمان کے درپے کر کے امریکہ خون بہنے کا صرف تماشا دیکھ رہا ہے چند ڈالروں کے عوض)

باوجودیکہ تمام دینی جماعتیں، تمام اسلامی شناخت کے حامل گروہ مسلسل عوام الناس، عام مسلمانوں پر حملوں کی مذمت کرتے چلے آئے ہیں، اس جنگ کا سارا نزلہ

اہلِ دین پر ہی گر رہا ہے۔ سارے عقوبت خانے، ساری جیلیں، سارے لاپتگان (الّا ماشاءاللہ) بھاری بھرکم دینی شناخت کے حامل ہیں۔ حافظ قرآن، جہاد افغانستان و کشمیر (جو پچھلے ادوار میں محبوب و مطلوب تھا) کی کوئی نہ کوئی رمق رکھنے والے۔ وہ جو پاکستان کے لیے دفاع کی مضبوط صف ثابت ہوتے۔ کیا وجہ ہے کہ سلیم شہزاد کے بیان کے باوجود کہ کراچی میں طویل عرصہ ٹارگٹ کلنگ، خون کی ہولی میں را کا کردار تھا۔ لیکن ہر سطح پر را کا نام تو کجا...... موہوم سا تذکرہ بھی نہ ہوا؟ سڑکوں، بازاروں، مزاروں، پارکوں میں شہریوں پر افسوسناک، المناک حملے...... یہ ڈاڑھی ٹوپی پگڑی مساجد والے کیونکر کر سکتے ہیں......؟ ہم را کے واضح اہداف، مودی کی علی الاعلان دھمکیوں کے باوجود اس کا نام تک لینے کی بجائے بالواسطہ ٹرمپ کی زبان بولتے ہیں۔ جس نے آتے ہی کہا تھا: ہم اسلامی دہشت گردی کو کچل کر رکھ دیں گے۔ ہم کہہ رہے ہیں: ہم دہشت گردوں اور ان کے نظریات کو کچل دیں گے۔ دہشت گردی کا نظریہ......؟ را اور مودی نظریہ تو ہوسکتا ہے اسے اسلامی انتہا پسندی کا نام دینا اور اس کی آڑ میں ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) ایوارڈ لگے ہاتھوں جاری کر دینا کیونکر روا ہے؟ فزکس کی خدمت میں اسلام کی قطع و برید کا جواز کیسے بنتا ہے؟ پاکستان سے متنفر ڈاکٹر عبدالسلام کی بجائے ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ڈاکٹر ثمر مبارک مند ایوارڈ کیوں نہیں؟ امریکہ کو دیکھیے۔ نام نہاد امریکی مفادات کی خاطر عراق تہس نہس کرنے والے جنرل جیمز میٹس کو سیکرٹری دفاع کا اعزاز بخشا۔ باوجودیکہ عالمی سطح پر وہ نیک نام نہیں...... اس کا غیر سرکاری نام جنرل جیمز میڈ ڈاگ (پاگل کتا) میٹس لکھا ہوا ملتا ہے! پاگل کتے نے مسلمانوں کو کاٹا تھا! یہی وجہ انتخاب ہے اب! امریکی وطن پرست۔ شادی نہیں کی۔ بچے نہیں ہیں۔ مار دھاڑ، بے رحمی سے عراق بھنبھوڑا!!

دنیا ہم پر جو ستم ڈھا رہی ہے سو ڈھا رہی ہے مگر ہم اپنے دشمن خود ہیں۔ جرمنی میں گزشتہ سال 91 مساجد پر حملے ہوئے۔ صرف ایک گرفتاری عمل میں آئی۔ یہ ہے ان کی رواداری، مکالمہ بین المذاہب کی ایک جھلک۔ ادھر ہم اہل دین کے درپے کیوں ہیں؟ ہندوستان کے حوصلے اسی سے بلند اور کارروائیاں تیز تر ہوتی ہیں کہ اس کا نام کہیں نہیں لیا جائے گا۔ حالانکہ ان کے ہاں پٹاخہ بھی چل جائے تو پاکستان کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ ہماری معاشی مجبوریاں بن چکی ہیں۔ امریکہ سے کولیشن سپورٹ فنڈ بھارت کا نام لینے پر نہیں مل سکتا۔

چلیے چھوڑیے، یہ دیکھیے دنیا والے کن اعداد و شمار اور فکروں میں گھل رہے ہیں۔ اور بھی غم ہیں زمانے میں جنگوں کے سوا! مثلاً کفایت شعاروں کو یہ غم ہے کہ دنیا بھر میں روزانہ 1.4 ٹریلین لٹر پیشاب ضائع ہو جاتا ہے! اب کوشش ہے کہ اسے توانائی (بدبودار......؟) کے لیے استعمال کیا جاسکے!

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!

دین جتنا مضبوط ہوگا، آزمائش اتنی سخت ہوگی

شیخ محمودؒ

اگر آپ پر کوئی پریشانی آئی ہوئی ہے تو غم نہ کرو، بلکہ صبر کرو اور رب پر بھروسا کرو اور یہ جان رکھو کہ تم اکیلے ہی نہیں ہو...... کتنے ہی لوگ اس کائنات میں آزمائش میں ہیں۔ تمہارے لیے تو رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی اسوہ اور رہنما ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، بنی آدم کے سردار، صاحب مقام محمود، حوض کوثر کے مالک، اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے ضرب سہی، چہرہ مبارک زخمی ہوا، آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر رکھ دی گئی، ایک گھاٹی میں محصور کر دیئے گئے حتیٰ کہ درختوں کے پتے کھا کے گزارا کیا، مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیئے گئے جب نکلے تو روتے ہوئے فرما رہے تھے۔

”واللہ تو اللہ کے شہروں میں اللہ کا پسندیدہ شہر ہے اور واللہ تو اللہ کے شہروں میں رسول اللہ کا پسندیدہ شہر ہے۔ اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو نہیں نکلتا۔“

بلکہ اور تو اور رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے اور کچھ صاحبزادیاں آپ کی زندگی میں وفات پا گئے، بے شمار ساتھی شہید ہوئے، شاعر، جادوگر اور کاہن و مجنون ہونے کے الزامات عائد کیے گئے اس قدر بھوکے رہے کہ پیٹ پر پتھر باندھے پڑے، چٹائی پر سوئے حتیٰ کہ جسم مبارک پر نشان پڑ گئے، صرف آپ ﷺ کی ذات اقدس ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ سے پہلے کے انبیاء کرام پر بھی طرح طرح کی آزمائشیں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”لوگوں میں سخت آزمائشوں میں مبتلا انبیاء ہوتے ہیں پھر (ان کے بعد) درجہ بدرجہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں، انسان کو اس کے دین کے اعتبار سے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ جس کا دین جتنا مضبوط ہوگا آزمائش بھی سخت ہوگی اور آزمائش بندے پر رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہا ہوتا۔“ (صحیح بخاری)

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

اے کمزور ارادے والے! تو کہاں ہے؟ راستہ دین کا بڑا کٹھن راستہ ہے حضرت آدم علیہ السلام اس میں تھکے، اسی کی خاطر حضرت نوح علیہ السلام روئے، حضرت خلیل علیہ السلام اس کی خاطر آگ میں پھینکے گئے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اسی کے لیے ذبح کو لٹائے گئے، حضرت یوسف علیہ السلام اسی کی خاطر چند ٹکوں کے عوض بیچ دیئے گئے اور کئی سال جیل میں بند رہے، حضرت زکریا علیہ السلام کو آری سے اسی کی خاطر کاٹ دیا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کیے گئے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے سخت تکلیف برداشت کی، حضرت داؤد علیہ السلام کی آہ و بکا بہت زیادہ ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانوروں کے ہمراہ چلے اور فقر اور دیگر تکلیفوں کا حضرت محمد ﷺ نے سامنا کیا۔ (الفوائد لابن القیم 67)

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تم کو پہلے والے لوگوں کی طرح (پریشانیاں اور تکلیفیں نہیں آئیں گی ان کو پریشانیاں اور تکالیف آئیں اور انہیں دہلایا گیا حتیٰ کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے کہنے لگے ”اللہ کی مدد کب آئے گی“ سنو! اللہ تعالیٰ کی مدد (بہت) قریب ہے۔

اب غم مت کرو! اگر مصائب نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا ہے تو تم اکیلے نہیں ہو، کتنے ہی غریب کئی سال سے غربت کو سہہ رہے ہیں اور کتنے ہی مریض ان بیماریوں میں مبتلا ہیں جو تمہیں لاحق نہیں ہوئیں۔ کتنے ہی قیدیوں نے کئی سال سے سورج نہیں دیکھا اور کتنے ہی لوگ اپنی نوجوان اولاد کھو بیٹھے ہیں اور کتنے ہی لوگ مختلف مصائب کا شکار ہیں۔ اس لیے صبر کرو اور اسے اللہ پر چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہو کیونکہ تم اکیلے نہیں ہو۔

ہمارے دیکھتے دیکھتے

پروفیسر ملک محمد حسین

تعلیمی، اخلاقی اور معاشرتی تباہی پر ہماری خاموشی اور بے حسی کا نوحہ

ہمارے دیکھتے دیکھتے نظام تعلیم فری فال آل بنا، حکومت کی تعلیمی پالیسیاں بے معنی ہو کر رہ گئیں، نصاب پر کنٹرول ختم ہوا۔ کتاب غیروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ تعلیمی اداروں میں اختلاط مرد وزن بلا کسی روک ٹوک عام ہوا۔ پرائیویٹ تو پرائیویٹ، سرکاری سکولوں میں بھی مخلوط تعلیم رائج ہوئی، لڑکوں کے ہائی سکولوں میں خواتین اساتذہ مقرر کی جاتی رہیں۔ تعلیمی اداروں میں جنسی ہوس کے مظاہرے عام ہوئے۔ ہائر ایجوکیشن کے اداروں میں مغربی ثقافت کا چلن عام ہوا۔ سرمایہ داری تعلیمی اداروں میں کھلا ناچ ناچتی رہی۔ پیسے کی ہوس نے دہندروں کے بند بھی توڑ ڈالے۔ ہم سب بدروکی رو میں بہہ گئے اور ہم نہ صرف چپ رہے بلکہ خاموشی کے ساتھ کاروانِ کفر وشر کے ساتھ ہو لیے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے ٹیچر ایجوکیشن برباد ہوئی۔ ہم جو یونیورسٹی آف ٹیچر ایجوکیشن کے قیام کی جدوجہد کرتے رہے، آخر کار یونیورسٹی آف ایجوکیشن قائم ہوئی اور اسی یونیورسٹی آف ایجوکیشن نے اوپن یونیورسٹی کے بعد ٹیچر ایجوکیشن کی فاتحہ خوانی کے ساتھ قل اور چالیسواں بھی پڑھا دیا۔ اب ایک سالہ بی۔ ایڈ پروگرام میں بے کاری اور نالائقی کے جو گل کھلاتے تھے، اب وہ بی۔ ایڈ آنرز کے چار سالہ پروگرام میں چار گنا زیادہ گل افشانی کر کے مستقبل کے اساتذہ کی جڑیں کاٹیں گے۔ اپنے گریبان میں جھانکنے کی بجائے اسے بھی امریکہ کی سازش قرار دے کر مطمئن ہو جائیں گے۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے سی ایس ایس کے امتحان میں ساڑھے نو ہزار امیدواروں میں سے صرف 202 پاس ہوئے اور اس طرح ''اعلیٰ تعلیم'' یافتہ ملک کی کریم یوتھ کی علمی قابلیت کا بھانڈا بیچ چوراہے چکنا چور ہوا اور ہم 180 یونیورسٹیوں اور ڈگری ایوارڈنگ انسٹی ٹیوٹس کے ذریعے کروڑوں اربوں کما کر ڈگریاں بانٹتے رہے اور قوم کے ضمیر پر کوئی جوں تک نہیں رینگی کیونکہ ہم تو اب خواتین تحفظ بل اور غیرت کے نام پر قتل کے بل پر غور وخوض میں مصروف ہیں۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے غیرت کے نام پر قتل کا بل 2004ء حکومت، پارلیمنٹ اور پارلیمانی کمیٹیوں کے زیر غور رہا جو آخر اکتوبر 2016ء میں آ کر اچانک پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پاس ہو گیا۔ بل کے زیر غور رہنے کے مرحلہ میں ہم کرپشن کے خلاف مہم چلاتے رہے اور اب بل پاس ہو کر قانون بن جانے کے بعد ہمیں اچانک معلوم ہوا کہ شریعت کی خلاف ورزی ہو گئی ہے اور ہمیں اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیے۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے عورت کو جنس بازار بنا دیا گیا۔ اس کے استحصال کی ہر صورت جائز ٹھہری۔ اُسے بسوں کا کنڈکٹر بنا کر ہوس آلود نظروں کا شکار کر دیا گیا، اُس کے چہرے پر سرخی پاؤڈر کے لیپ لگا کر تعلیمی اداروں کے فرنٹ آفسز میں اور بنکوں کے فرنٹ ڈیسک کی زینت بنا دیا گیا تاکہ یوتھ کو Attract کیا جائے اور کاروبار کو فروغ حاصل ہو۔ مائیں کمائی پر لگا دی گئیں اور بچے ڈے کیئر سنٹرز کے حوالے ہوئے۔ اس طرح قوم نے ترقی کی راہ ڈھونڈھ لی۔ اگرچہ ہم نے یہ سب کچھ قبول کر لیا لیکن اسلامی نظام کے گلے پھاڑ نعرے پھر بھی گونجتے رہے اور یہ سب کچھ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ہوتا رہا اور ہم چپ ہی رہے۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اسّی (80) سے زیادہ ٹی وی چینلز نے بیڈ رومز کے سارے مناظر ڈرائنگ رومز تک پہنچا دیے۔ قتل وغارت لرزہ خیز نہ رہا، جنسی ہوس شرم وحیا کی ہر پابندی سے آزاد ہو گئی، مذہب کو جنس بازار بنا دیا گیا، اداکار اور اداکارائیں واعظ بن کر مذہبی نیلام گھر چلانے لگیں اور چہرہ نمائی کے شوقین نام نہاد علماء سُو جبہ و دستار کے ساتھ میڈیا کے تاجروں کے ہاتھ لگ گئے۔ نعت کے نام پر سُر اور دُھن کو مقبول بنایا گیا اور سیرت سرور عالم ﷺ کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ مذہبی پروگراموں کے درمیان وقفوں میں لچر کمرشل چلا کر مذہبی امور کا تمسخر اڑایا گیا۔ یہ سب کچھ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ہوتا رہا اور ہم چپ ہی رہے۔

ہم خواتین یونیورسٹی کا مطالبہ کر رہے تھے اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کئی خواتین یونیورسٹیاں قائم ہو گئیں لیکن فرق کیا پڑا؟ کیا خواتین کی مطلوبہ تعلیم انہیں ملنے لگی؟ کیا مخلوط کیمپس ختم ہو گئے اور کیا نسوانیت کو تحفظ مل گیا؟ یہ سب خواب، خواب ہی رہے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے خواتین استحصال کا شکار ہوتی رہیں، کبھی مردوں کے ہاتھوں اور کبھی اپنی ہی جنس کی چیرہ دستیوں کے ہاتھوں اور ہم خاموش تماشائی بنے چپ سادھے رہے۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے خواتین تحفظ بل پاس ہوا۔ غیرت کے نام پر قتل کے خلاف قانون سازی ہوئی۔ این جی اوز اور اقوام متحدہ تک نے ہماری تحسین کی لیکن حوا کی بیٹی ہوس کا نشانہ بنتی رہی۔ چھوٹی بچیوں سے لے کر جوان دوشیزاؤں تک کو نوچا جاتا رہا، ریپ کا شکار کیا جاتا رہا اور ریپ کے بعد حوا کی بیٹیاں قتل ہوتی رہیں۔ حوا کی بیٹیوں کی ویڈیو بلیک میلنگ عروج پر رہی اور بدمعاش کھلے عام پھرتے رہے۔ معزز سر عام رسوا ہوتے رہے اور ہم اسباب کو کھلی چھٹی دے کر نتائج کی گرفت پر قانون سازی کرتے رہے۔ قانون کا منہ چڑایا جاتا رہا اور ہم چپ ہی رہے۔ اس لیے کہ پوری قوم اور اُس کے ''باشعور'' طبقے چپ ہیں۔ علماء کرام چپ ہیں، اساتذہ کرام مہر بہ لب ہیں، سماجی محققین نے اپنی تحقیق کا دائرہ بند کر دیا ہے اور معاشرتی اصلاح کی تنظیمیں صرف ''مفید'' کاموں میں مصروف ہیں، دینی سیاسی جماعتیں اپنی بقا کی جدوجہد میں مصروف ہیں اور خالص دینی حلقے اس طرح کے بکھیڑوں میں پڑنا غیر اسلامی سمجھتے ہیں۔ عمائدین سیاست کو مالی کرپشن نظر آتی ہے لیکن اخلاقی کرپشن انہیں دکھائی نہیں دیتی۔ عجیب صورت حال ہے کہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ ہو گیا اور ہم چپ سادھے رہے۔

(بشکریہ ماہانہ ''البرہان'' لاہور)

ہمیں معاشرہ کی متذکرہ برائیوں سے صدفی صد اتفاق ہے، لیکن اس مسئلے کا بنیادی حل اسلامی معاشرے کا قیام اور اس کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے طرز پر عملی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ڈرائنگ رومز میں بیٹھ کر اسلامی نظام کی خوبیاں اور موجودہ معاشرے کی برائیاں تحریر کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے عملی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے ہمیں ایک دوسرے کا دستِ بازو بن کر عملی قدم اٹھانا ہوگا۔ تاکہ اس دھرتی پر اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائے۔ آمین (ادارہ)

اکرامِ مسلم

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دے کر یوں مسلمانوں کو عالمگیر برادری میں پرو دیا گیا۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے خواہ وہ دنیا کے کسی خطے میں رہتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے والے مسلمانوں کو فرداً فرداً مدینہ کے مسلمانوں کا بھائی قرار دیا۔ پوری تاریخ انسانی میں اخوت کا یہ واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے مکہ سے آنے والے بے سروسامان بھائیوں کے ساتھ ایثار و محبت کا سلوک کیا۔ انہیں اپنے کاروبار اور رہائشوں میں شریک کر لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مہاجرین اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔“ چنانچہ آپؐ نے یہی اخلاقی تعلیم اپنے صحابہ کرام ؓ کو سکھائی بلکہ اس اعلیٰ اخلاقی تعلیم کو مسلمانوں میں عام کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

اسی تعلیم کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ آپس میں مسلمانوں کے ایثار کے بے شمار واقعات تاریخ اسلام میں ملتے ہیں' پھر حسن سلوک پر حقیقی زندگی کے ثمرات کی بشارت بھی سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم کو جنت پسند ہے یعنی کیا تم جنت میں جانا پسند کرتے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔“ (مسند احمد)

مسلمانوں کو اس اعلیٰ اخلاقی تعلیم نے ایک دوسرے کا خیرخواہ اور غمگسار بنا دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور شفقت و مہربانی کرنے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضاء بھی تکلیف اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہوتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

ایک مسلمان کو تعلیم ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لیے تیار رہے اور اسے خوش کرنے میں کوشاں رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے میرے کسی امتی کا دل خوش کرنے کے لیے اس کی کوئی حاجت پوری کر دی تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا۔ اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“ (شعب الایمان للبیہقی)

مسلمان بھائی کو خوش کرنے پر اتنے بڑے انعام کی خوشخبری کہ اس سے اللہ خوش ہو گا اور اسے جنت میں داخل فرما دے گا یقیناً یہ اس اعلیٰ عمل کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتے ہیں۔ (ابوداوٗد)

وہ مسلمان جس کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہو اس کے ساتھ اچھے سلوک کی تو اور زیادہ تاکید ہے اور برے سلوک پر سزا کی وعید ہے۔

مسلمان کی تو یہ شان ہے کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو اس کی طرف سے کسی ناگوار سلوک کا اندیشہ نہ ہو بلکہ وہ دوسروں کا ہر حال میں خیرخواہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری) ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ”اس مسلمان کا ایمان افضل ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی عظمت اور اکرام واضح کرتے ہوئے خانہ کعبہ پر نظر ڈالی اور فرمایا: لا الہ الا اللہ اے کعبہ تو کس قدر پاکیزہ ہے۔ تیری خوشبو کس قدر عمدہ ہے اور تو کتنا زیادہ قابل احترام ہے (لیکن) مؤمن کی عزت و احترام تجھ سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو قابل احترام بنایا ہے (اسی طرح) مؤمن کے مال' خون اور عزت کو بھی قابل احترام بنایا ہے اور اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ ہم مؤمن کے بارے میں ذرا بھی بدگمانی کریں۔ (طبرانی' مجمع الزوائد)

ایک مسلمان حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جاتا ہے۔ خانہ کعبہ پہنچتا ہے۔ طواف کرتا ہے۔ کعبے کی دیوار میں حجر اسود نصب ہے جسے بوسہ دینا ہوتا ہے وہاں زائرین کا ہجوم ہوتا ہے اور آسانی کے ساتھ حجر اسود کا بوسہ لینا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہاں مسلمان کو دھکا دے کر بوسہ نہ لے بلکہ دور سے اشارہ کر دے، کیونکہ حجر اسود کا بوسہ لینے کی خاطر کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں۔

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی ؓ' حضرت عمر ؓ بن خطاب کے پاس آئے۔ حضرت عمر ؓ تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت سلمان کو دیکھ کر انہوں نے وہ تکیہ حضرت سلمان ؓ کے لیے چھوڑ دیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا: حضرت عمرؓ نے پوچھا: اے ابوعبداللہ رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان ذرا ہمیں بھی سنائیں۔ حضرت سلمان ؓ نے کہا ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپؐ نے وہ تکیہ میرے لیے رکھ دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا اے سلمان جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے اور وہ میزبان اس کے اکرام کے لیے تکیہ رکھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت ضرور فرما دیتے ہیں۔ (حیات النبی ﷺ جلد ص 591)

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

☆ حلقہ کراچی شمالی، سرجانی ٹاؤن کے ملتزم رفیق محمد رفیع خان وفات پا گئے

☆ حلقہ کراچی شمالی، نارتھ ناظم آباد کے رفیق جمیل الدین وفات پا گئے

☆ قرآن مرکز جوہر، کراچی کے نقیب محمد احمد انصاری کے کم سن صاحبزادے کا انتقال ہو گیا ہے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حلقہ خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام نقباء کورس

حلقہ خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام نقباء کورس 27 جنوری 2017ء کو بعد نماز عصر شروع ہوا اور 29 جنوری نماز ظہر تک جاری رہا۔ کورس میں کل 39 رفقاء نے شرکت کی جو کہ امراء، نقباء، ذمہ داران اور ملتزم رفقاء پر مشتمل تھے۔ جن میں ایک رفیق سرگودھا اور 6 رفقاء حلقہ مالاکنڈ سے تشریف لائے تھے، بقیہ رفقاء کا تعلق حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی سے تھا۔

مرکزی ناظم تعلیم و تربیت محترم خورشید انجم نے ابتدائی کلمات ادا کیے اور عمومی ہدایات دیں، شرکاء کی حاضری لی اور کورس کی اہمیت کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ بعد آزاں شیڈول کے مطابق ذمہ داران کے اوصاف بیان کیے اور مغرب کی نماز کے بعد ''نظام دعوت میں نقیب کا کردار'' پر گفتگو کی۔ اس کے بعد عشاء کی نماز کے لئے وقفہ کیا گیا۔ محترم خورشید انجم نے عشاء کی نماز کے بعد بھی بقیہ گفتگو جاری رکھی۔ اس کے بعد عشائیہ دیا گیا۔ محترم جناب فاروق ثاقب کو کورس کا نقیب مقرر کیا گیا۔ سونے سے پہلے تمام شرکا کو سونے کی دعا اور دیگر ذکر و اذکار کا اہتمام کرنے کے لیے کہا گیا۔ تمام رفقاء کو بتایا گیا کہ انہیں ساڑھے چار بجے نماز تہجد کے لیے اٹھایا جائے گا۔

28 جنوری 2017ء کو تمام رفقاء کو علی الصبح نماز تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ نوافل کے بعد تمام رفقاء تلاوت قرآنِ پاک اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے بعد محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے سورۃ الفتح کی آخری آیت (حزب اللہ کے امتیازی اوصاف) بیان کئے۔ اس کے بعد دعائے استخارہ اور نماز اشراق کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتے کے بعد صبح 8 بجے سے ایک بجے تک ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی نے تنظیم اسلامی میں مشاورت و تنقید کے آداب، تنظیم اسلامی میں تصورِ اسرہ و نقیب، اجتماع اُسرہ کیسے منعقد کیا جائے؟ اور اُسرے کی پیش رفت کا جائزہ کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اس کے بعد نماز ظہر، طعام اور قیلولہ کے لیے وقفہ کیا گیا۔ بعد نماز عصر محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے رفقاء کے ''تربیتی اہداف اور نقباء کا کردار اور ہماری دعوت، اشکالات اور حل'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ بعد از نماز عشاء درسِ حدیث دیا گیا اور اسی طرح دیگر معمولات دہرائے گئے (سونے کی دعا اور دیگر ذکر و اذکار کا اہتمام کرنے کے لیے کہا گیا۔ تمام رفقاء کو بتایا گیا کہ انہیں ساڑھے چار بجے نماز تہجد کے لیے اٹھایا جائے گا)۔

29 جنوری 2017ء کو اسی طرح تمام رفقاء کو علی الصبح نماز تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ تمام رفقاء تلاوت قرآنِ پاک اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ بعد نماز فجر محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے سورۃ آل عمران کی آیت 132، 133 (اللہ کی مغفرت کے حقدار کون؟) کا درس دیا۔ ناشتے کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے صبح 8 بجے سے ایک بجے تک اعتصام باللہ، اہمیت و ضرورت اور ذرائع، علماء کرام و دیگر دینی جماعتوں کے بارے میں ہمارا موقف، نظمِ بالا کا رفقاء سے تعلق اور رفقاء کا نظمِ بالا سے تعلق کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔ بعد نماز ظہر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جان و مال کے انفاق ہمارے لیے توشۂ آخرت بنادے۔ (مرتب: محمد شمیم خٹک)

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ جنوبی پنجاب

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید محترم رحمت اللہ بٹر کے ہمراہ 4 فروری 2017ء کو قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ 5 فروری بروز اتوار راقم کے ہمراہ صبح حلقہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ جس میں سب سے پہلے نائب امیر حلقہ مرزا قمر رئیس نے معاونین حلقہ، مقامی تناظیم کے امراء اور منفرد اسرہ جات کے نقباء کا تعارف کروایا۔ اور پھر ایک ایک کر کے مقامی تناظیم کے امراء کو دعوت دی کہ وہ اپنی مقامی تنظیم اور معاونین کا تعارف کروائیں۔ اس کے بعد منفرد اسرہ جات کے نقباء نے اپنے اسرہ کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں رفقاء سے سوال و جواب کی نشست ہوئی جس میں امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ نئے شامل ہونے والے رفقاء سے امیر محترم نے مسنون بیعت لی۔ نماز ظہر کے بعد امیر حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی کی والدہ محترمہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ سے قرآن اکیڈمی ملتان واپسی ہوئی جہاں پر موجود مقامی صحافیوں سے ملاقات کی اور ان کے سوالات کے مدلل جوابات دیئے۔

اگلے دن بروز سوموار صبح 8:00 سے 12:30 بجے تک مبتدی و ملتزم تربیتی کورس میں رفقاء کو لیکچر دیئے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد امیر محترم لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔

(مرتب: عبدالسمیع)

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا دورہ فیصل آباد

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید 11 فروری کو صبح گیارہ بجے فیصل آباد پہنچے۔ نائب ناظم اعلیٰ زون وسطی پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالسمیع، امیر حلقہ فیصل آباد جناب ملک احسان اور ناظم دعوت حلقہ فیصل آباد جناب محمد فاروق نذیر نے ان کا استقبال کیا اور امیر محترم کے ہمراہ سب سے پہلے سمندری روڈ پر واقع جامعہ عبیدیہ پہنچے جہاں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ضلعی امیر مولانا زکریا سے ملاقات ہوئی۔ امیر محترم نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی جماعتوں کو الیکشن ترک کر کے احتجاجی طریقہ کی طرف آنا چاہیے جس کے ذریعے اپنی بات منوائی جاسکتی ہے۔ نماز ظہر کے بعد شیخوپورہ روڈ پر واقع اہلحدیث مکتبہ فکر کے مدرسہ سلفیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا نجیب اللہ طارق اور مولانا محمد ارشد سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز ظہر امیر محترم نے اساتذہ و طلبہ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد شیخوپورہ روڈ پر واقع مرکز خیبر میں جماعۃ الدعوۃ کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ جماعۃ الدعوۃ کے ضلعی امیر جناب فیاض اور عبدالشکور کے علاوہ دوسرے ذمہ داران بھی موجود تھے۔ اس ملاقات میں امیر محترم اور ان کے وفد کا خصوصی اکرام کیا گیا۔ نماز عصر سے قبل دارالافتاء اہلسنت سوساں روڈ میں مفتی عبدالرب شاکر سے ملاقات ہوئی۔ یہ مرکز دعوت اسلامی کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد جامعہ امدادیہ میں مفتی محمد طیب سے ملاقات ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد مفتی اعجاز احمد سے کریسنٹ ٹیکسٹائل مل کی مسجد میں ملاقات ہوئی۔ موصوف جامعہ امدادیہ کے سینئر اساتذہ میں سے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد امیر محترم نے ڈاکٹر زاہد اشرف سے ملاقات فرمائی۔

اگلے دن 12 فروری کو صبح 10:30 بجے جامعہ عبداللہ بن عباسؓ چک 4 میں مفتی عبدالرحمٰن ظفر سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں مفتی مسعود ظفر بھی موجود تھے جو مفتی عبدالرحمٰن ظفر کے صاحبزادے ہیں۔ اس کے بعد امیر محترم حلقہ فیصل آباد کے سہ ماہی اجتماع میں شرکت کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائے۔ امیر حلقہ نے سب سے پہلے معاونین حلقہ، امرائے تناظیم اور منفرد اسرہ جات کے نقباء کا امیر محترم کو فرداً فرداً تعارف کرایا۔ اس کے بعد مقامی امراء نے فرداً فرداً اپنے معاونین اور نقباء کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف ہوا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جو نماز ظہر کے بعد بھی جاری رہی۔ بعد میں نئے شامل ہونے والے رفقاء سے امیر محترم نے مسنون بیعت لی۔ اس کے بعد امیر محترم لاہور واپسی کے لیے عازم سفر ہوئے۔

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ مارچ 2017
جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

اجرائے ثانی: **ڈاکٹر اسرار احمد** رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ دہشت گردی کی بنیاد کو ختم کرنا ہوگا! ـــــ ادارہ
☆ اصلاحِ معاشرہ کا قرآنی تصور (۵) ـــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ علماء وخطباء اور ائمہ مساجد کے نام ـــــ مولانا سلیم اللہ خانؒ
☆ غیبت کی حرمت وشناعت اور علاج (۳) ـــــ جمیل الرحمٰن عباسی
☆ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ـــــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ قتلِ غیرت کا قانون: غیر شرعی پہلوؤں کا جائزہ ـــــ ملی مجلسِ شرعی
☆ جاوید غامدی اور جماعت احمدیہ کس مخمصے میں ہیں؟ ـــــ محمد سفیر الاسلام

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں
12 تا 18 مارچ 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

17 تا 19 مارچ 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 041-2437618 ,0321-9620418

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

سالانہ اجتماع 2016ء کے خطابات کی ویڈیو ریکارڈنگ

سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی 2016ء کے موقع پر ہونے والے
درج ذیل خطابات تین عدد DVD میں دستیاب ہیں

☆ تعلق مع القرآن ☆ فکرِ آخرت
☆ توبہ کی عظمت وتاثیر ☆ دینی فرائض کا جامع تصور
☆ دین کا ہمہ گیر تصور ☆ جدیدیت اور ہم
☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ ☆ حزب اللہ کے اوصاف
☆ ہم اور ہمارا گھر ☆ پیغام اقبال۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ کی روشنی میں
☆ تزکیہ نفس: اہمیت وضرورت ☆ اجتماعیت کی اہمیت اور اس کے تقاضے

ملنے کا پتہ: مرکز تنظیم اسلامی A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور
فون: (042)36316638-36366638
ای میل: markaz@tanzeem.org

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت بھٹی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے پولیٹکل سائنس، قد "7 '5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0321-1485510 0334-6907750

☆ شیخ انصاری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم پی ایچ ڈی فزکس (جاری) قد پانچ فٹ دو انچ کے لیے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں ہے۔
برائے رابطہ: 0345-4143365

☆ اسلام آباد میں مقیم آرائیں فیملی کے رفیقِ تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم ایس سی فزکس، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-5354500 0311-5354500

☆ جھنگ میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کے رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بھتیجی، عمر 19 سال، تعلیم بی ایس سی، حافظہ بمعہ ترجمہ تفسیر، صوم وصلوٰۃ کی پابند، راجپوت فیملی کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف فیصل آباد ڈویژن کے رہائشی رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0345-7615968

☆ ہمیں اپنی بیٹی، عمر 40 سال (ہمراہ ایک بیٹی عمر 12 سال) کے لیے دین دار شخص کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-4275918

☆ جھنگ میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 19 سال، تعلیم بی ایس سی آنرز (جاری)، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف فیصل آباد ڈویژن کے رہائشی رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0300-6500413 0311-6500413

The Imperial Presidency of Donald Trump: A Threat to American Democracy and an Agent of Chaos in the World?

"The megalomaniac differs from the narcissist by the fact that he wishes to be powerful rather than charming, and seeks to be feared rather than loved. To this type belong many lunatics and most of the 'great' men of history." *Bertrand Russell (1872-1970), (in The Conquest of Happiness, ch. 1, 1930.)*

"When fascism comes to America, it will be wrapped in the flag and carrying the cross." *Sinclair Lewis (1885-1951), (It Can't Happen Here, 1935, a novel about the election of a fascist to the American presidency.)*

When 46.1% of Americans who voted, in November 2016, to elect a real estate magnate in the person of Donald Trump as U.S. President, they did not know precisely what they were buying, because, as the quote above says, we really know how a politician will behave only once he or she assumes power. Americans surely did not expect that the promised "change" the Republican presidential candidate envisioned and promised was going to be, in fact, "chaos" and "turmoil" in the U.S. government.

President Donald Trump has surrounded himself with three politically inexperienced Rasputin-like advisers, i.e. his young pro-Israel Jewish son-in-law Jared Kushner, advising on foreign policy and acting as a speech writer, and his far right media executive and chief political strategist Steve Bannon with an apocalyptic worldview, who is, moreover, a voting permanent member of the National Security Council (NSC). Stephen Miller, also a young inexperienced senior White House adviser, completes the trio. He is working with Jared Kushner for domestic affairs and is also a Trump speechwriter.

A month after his inauguration, President Trump has turned out to be a much more erratic politician than could have been expected, even after all the inanities he uttered during the U.S. Presidential campaign.

In fact, for a few weeks after inauguration day, on January 20, 2017, before the nominated secretaries of various government departments were confirmed by the Senate, and anxious to "get the show going", the Trump White House behaved like an imperial junta, issuing a string of executive orders and memos. The objective, seemingly, was to force the hands of the responsible departments and of the elected Congress, and to bend the entire U.S. bureaucracy to its agenda. It may have gone too far.

Indeed, when the heads of important departments like the Department of Defense (James Mattis) and the State Department (Rex Tillerson) were confirmed and assumed their functions, President Trump changed his mind on many policies about Israel, China, the Iran Deal ...etc.

U.S. courts have also thrown a monkey wrench in the blanket executive order closing the U.S. borders without recourse to the citizens of seven Muslim countries (Iraq, Syria, Iran, Sudan, Libya, Somalia and Yemen), for spurious "security reasons".

Let us briefly recall how the inexperienced Trump White House has created chaos during the first weeks following inauguration day.

- President Donald Trump has shown a propensity to govern by decree with a minimum input from government departments and from the elected Congress
- President Donald Trump seems to be anxious to find pretexts to pick fights with other countries: For him, it seems to be the U.S. against the world
- President Donald Trump has been less than candid regarding the influence of the Wall Street lobby on politicians, including himself
- President Donald Trump's continuous attacks against the free press and against independent judges who rule against his policies is an authoritarian approach to government and is a violation of the separation of powers
- President Donald Trump has a mercantilist view of international trade, which is rejected by nearly all economists

- chaos have greatly diminished

One of the positive results of the Trump election was the promise to end the deadly chaos in the Middle East. During the presidential campaign and once in power, Mr. Trump threw some cold water on that promise.

Firstly, in his March 21, 2016 speech to AIPAC, he flattered his rich Zionist donors by announcing his intention to break with the half-century policy of most western nations that considers the city of Jerusalem a United Nations protected zone and an international city occupied by Arabs, Christians and Jews. He declared "we will move the American embassy [from Tel Aviv] to the eternal capital of the Jewish people, Jerusalem." Secondly, on Thursday December 15, 2016, to make sure that everybody understands that he is one-sided in the more than half a century old Israeli-Palestinian conflict, President-elect Trump announced his choice of a hardliner pro-Israeli settlements on privately-owned Palestinian lands for U.S. ambassador to Israel (in fact, David Friedman, his former bankruptcy lawyer). The new ambassador didn't waste any time in professing that he was looking forward to doing his job "from the U.S. embassy in Israel's eternal capital, Jerusalem." And, thirdly, seemingly forgetting that he had criticized Secretary Clinton for proposing a similar dangerously reckless policy, President Trump announced, on January 25, that he "will absolutely do safe zones in Syria", seemingly without considering if it was legal to do so without the consent of the Syrian government, and without consulting with the three principal countries (Russia, Turkey and Iran), which had just concluded a peace plan for Syria. He opted instead to talk to leaders of Saudi Arabia and of the United Arab Emirates— two countries known to be sponsoring rebels in Syria.

All considered, the turn of events since the election of Donald Trump has raised a number of fears that a lot of things could go wrong in the coming years. Many of the policies advanced by the Trump administration are the wrong remedies for the problems facing the United States and the world. In fact, many of these ill-conceived policies are more likely to make matters worse, possibly much worse, than to improve them.

Things seem to have begun to change somewhat with the arrival of newly confirmed secretaries in the decision-making process and new advisers. Let us hope that cooler heads will bring experience, knowledge and competence to a Trump administration that cruelly needs it.

<u>Source adapted from</u>*: *an article written by Prof Rodrigue Tremblay for Global

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ کُلّیۃ القُرآن لاہور

191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

شیڈول برائے داخلہ

☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20 مارچ 2017ء

☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 20 مارچ 2017ء

☆ کلاس کا آغاز 21 مارچ 2017ء

اہلیت برائے داخلہ

☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ داخلہ فارم جمع کرواسکتے ہیں۔

☆ عمر 14 تا 16 سال (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)

☆ صرف پاکستان کے شہری

خصوصیات

☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی کلاسز

☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت

☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/پنجاب یونیورسٹی کا نصاب

☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف

☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

المعلن

حافظ عاطف وحید، ناظم تعلیمات

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

VOL : 26 Read. C.P.L NO. 114 No.9

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore